تیسرا ایڈیشن

حسینیت کی پہچان

مصنف

عالیجناب سید العلماء المولانا مولوی سید علی نقی صاحب قبلہ

مجتہد العصر مدظلہ

Presented by Ziaraat.Com

امامیہ مشن لکھنؤ کی پہلی دینی خدمت

کا تیسرا دور

پروردگار عالم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے بحق محمدؐ و آل محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین ہماری اس دینی خدمت کو قبول فرمالیا اور اس رسالہ کی ایک ہزار جلدین جو پہلی مرتبہ شایع کی گئی تھین ایک ماہ کے اندر ختم ہوگئین اور پھر دوسرا ایڈیشن بھی چند مہینہ کی مدت مین ختم ہوا اور اب ہم بحمد اللہ اسکا تیسرا ایڈیشن قوم کے سامنے پیش کر رہے ہین۔

اب کی مرتبہ جناب مصنف علامہ مدظلہ العالی نے چند مطالب کا اضافہ فرمایا بعض غلط فہمیون کا مزید ازالہ فرمایا، یہی حسب سے مخالفین کی اُس حرکت مذبوحی کا بھی قلع قمع کر دیا گیا ہی جو دوسرے ایڈیشن کی اشاعت کے بعد عمل مین لائی گئی تھی۔ ہمکو قوی امید ہی کہ ہمدردان قوم اس ایڈیشن کو بھی زائد سے زائد تعداد مین خرید فرما کر غیر شیعہ حضرات مین مفت تقسیم فرمادینگے اور عند اللہ و عند الرسول ماجور ہوتے ہوئے ہماری ہمت افزائی کا سبب ہونگے

اس مرتبہ ہم پھر عامۂ اہل اسلام کو توجہ دلاتے ہین اور امید کرتے ہین کہ وہ اس موضوع پر کامل سکون و اطمینان کے ساتھ غور کرکے صحیح رائے قائم کرنے کی کوشش فرماوینگے۔

خادم ملت

سید ابن حسین عفی عنہ آنریری سکریٹری امامیہ مشن حسینیہ آباد لکھنؤ

ذی القعدہ ۱۳۵۱ھ

Presented by Ziaraat.Com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولہ الحمد والصلوٰۃ علی نبیہ وآلہ

تمہید:۔ کہنے کو قاتلان حسینؑ مسلمان تھے اور اسی بنا پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ اسلام کے کس فرقہ سے تعلق رکھتے ہین لیکن تاریخی واقعات اس حقیقت کو بکل بے نقاب کر دیتے ہین کہ درحقیقت وہ نام نہاد مسلمان اسلام سے دور کا بھی علاقہ نہ رکھتے تھے۔

مذہب اُنکی نظر مین ایک خود ساختہ گھروندا اور دین و ایمان زاہد فریب بیکار کا ڈھکوسلا تھا، وہ دنیاوی جاہ و ثروت اور مادی ترقی و کامیابی کے آگے کسی دوسرے عالم اور اس عالم کی جزا و سزا کا باور کرنا تو درکنار اسکا خیال بھی ذہن مین نہ لاتے تھے۔ لامذہبی اُنکا حقیقی مذہب اور بے دینی اُن کا دین و آئین تھی جسکے مظاہرات بھی حسب موقع اُن سے ہوجایا کرتے تھے اور انہی مظاہرات کو تاریخ نے امانتداری کے ساتھ ہم تک پہونچا کر ہم پر اُنکے باطنی نیتون پر حکم لگانیکا موقع دیدیا ہی

قتل حسینؑ کا اصلی بانی یزید بن معاویہ ہی جس نے کفر و الحاد اور لامذہبی میراث مین پائی تھی اور اس کا اثر تھا جو جاہلیت و اسلام مین برابر ظاہر ہوتا رہا۔

ابوسفیان جسکے ہاتھون اسلام کو اپنے ابتدائی و وسطی دور مین سخت مصائب اور خطرناک مواقع کا مقابلہ کرنا پڑا تھا اور بدر و احد و احزاب صرف اُسی کی عداوت

Presented by Ziaraat.Com

اسلام کے گرشتے تھے وہ اگرچہ فتح کر کے، قیصر رسول اسلام کے قدرتی جاہ وجلال سے مرعوب ہو کر سر تسلیم خم کر چکا تھا لیکن کفر و شرک نفاق کی صورت میں ہو کر اسکے دل میں ہمیشہ مضمر رہا اور مصلحت وقت کے باعث اس کو چھپائے رکھنے کی کوشش کے باوجود وہ اکثر مواقع پر سامنے بھی آتا رہا یہانتک کہ جنگ یرموک میں جبکہ مسلمانوں کا مقابلہ سلطنت روم کے لشکر سے تھا، و معرکہ کارزار گرم تھا اسوقت ابوسفیان دور سے کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا تھا جب رومیوں کو غلبہ حال ہوتے ہوئے نظر آتا تھا تو کہتا تھا۔

"اے بنی الاصفر یعنی شاہان روم کے بہادرو اور جب مسلمانوں کو در القوت ہوتی تھی تو ابوسفیان کی زبان سے حسرت و یاس کے ساتھ یہ شعر نکلتا تھا

وبنو الاصفر ملوك ملوك الروم لم يبق منهم من يكون

ہائے افسوس کہ سلطنت روم کے پرشوکت بادشاہوں کا نام مٹتے ہوئے نظر آتا ہے

عبداللہ بن زبیر نے اس واقعہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اپنے باپ زبیر سے بیان کیا اسوقت کہ جب مسلمانوں کو کامل طور پر فتح حاصل ہو چکی تھی تو زبیر نے کہا قاتله الله يا بني الا نفاقا استاخر الروم بني الاصفر خدا اس سے سمجھے یہ نفاق سے باز نہ آئے گا کیا ہم اسکے لئے رومیوں سے بہتر نہیں ہیں

(دیکھو استیعاب ابن عبدالبر)

اور جب مسلمانوں کی خلافت تیسرے دور میں بنی امیہ تک پہونچی اور حضرت عثمان

Presented by Ziaraat.Com

خلیفہ بنائے گئے اسوقت ابوسفیان بیحد عمر کے انتہائی دور میں تھے اور آنکھوں سے بھی معذور ہو چکا تھا، یہ خبر سنکر عثمان کے پاس آیا اور کہا کہ عمر کے بعد اب خلافت تم تک پہونچی ہے۔ اس کو تم گیند کی طرح جدھر چاہو گردش دو اور بنی امیہ کے ذریعے اسکی بنیادوں کو مضبوط کرو اس لئے کہ جو کچھ آخرت ہے یہی زمانہ اور سلطنت رہ گیا جنت و دوزخ اُس کو تو میں کچھ سمجھتا نہیں۔ یہ واقعہ بھی ابن عبدالبر کی کتاب استیعاب میں جو مصر کے بعد خاص طور پر حیدرآباد دکن طبع کی گئی ہے موجود ہے

ان دونوں تاریخی واقعوں سے ابوسفیان کے اسلام کی حقیقت کھلجاتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ سینہ کی ہڈیوں کے اندر کفر و الحاد کے کیسے جراثیم پرورش پا رہے تھے

اسی ابوسفیان کے خلیفہ و جانشین حضرت معاویہ تھے جن کے متعلق زبان کھولنے کے لئے بہت بڑی جرأت کی ضرورت ہے اسلئے کہ عام مسلمانوں نے انھیں بڑھا چڑھا کر بڑے مرتبوں پر پہونچا دیا ہے لیکن مورخین اہل سنت مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے اکثر واقعات کے اظہار میں کسی ذاتی رجحان اور خارجی دباؤ کا اثر نہیں لیا ہے بلکہ حقائق کو اصلی صورت میں پیش کر دیا ہے اگرچہ وہ خود انہی میں سے کسی کے مسلمہ عقیدہ کو ملیامیٹ کر دیں، معاویہ کی نظر میں مذہب کی وقعت جتنی تھی وہ اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ حتات محبا شعبی اور جاریہ بن قدامہ اور احنف یہ تینوں شخص امیر معاویہ کے دربار میں حاضر ہوئے معاویہ نے جاریہ و احنف کو حتات سے زیادہ جائزہ عطا کیا جس پر حتات نے آکر شکایت کی کہ آپ نے فلاں دو شخصوں کو

Presented by Ziaraat.Com

میرے اوپر ترجیح دی اور اُنکا مجھ سے زیادہ لحاظ کیا، معاویہ نے جواب دیا کہ اُن سے مین نے اُنکا دین و مذہب مول لے لیا ہے، حقانت نے کہا پھر مجھ سے بھی میرا دین خرید لیجئے (ملاحظہ ہو استیعاب مطبوعۂ دائرۃ المعارف حیدرآباد جلد اول صفحہ ۴۵۱ و اسد الغابہ ابن اثیر جزری ج ۱ ص ۳۷۹)

اسی نوعیت کا واقعہ ابن اثیر جزری نے کامل التواریخ مین لکھا ہے کہ مغیرہ بن شعبہ نے بصرہ سے دس آدمیون کو ۳۰ ہزار درہم رشوت کے ساتھ یزید کی ولیعہدی پر رضی کرکے اپنے بیٹے موسی بن مغیرہ کی معیت مین معاویہ کے پاس بھیجا اور اُن لوگون نے معاویہ کے سامنے یزید کی جانشینی پر اظہار مسرت کیا، اس وقت معاویہ نے آہستہ سے موسی بن مغیرہ سے پوچھا کہ سچ بتا کتنے کو تیرے باپ نے ان لوگون سے اُنکے دین و ایمان کو خریدا ہے، موسیٰ نے کہا کہ تیس ہزار درہم کو۔

اِن دونون واقعون سے صاف ظاہر ہے کہ دین و مذہب کی ان نظرون مین کوئی وقعت نہ تھی اور روپیہ اشرفیون یا صرف ظاہری آؤ بھگت پر لوگون سے اُنکے دین و آئین کو خرید کر لامذہبیت کو رواج دیا جارہا تھا،

اسلام کا مشہور و معروف مسلم الثبوت مورخ اور امام فن محمد بن جریر طبری اپنی تاریخ مین سنہ ۶۰ھ کے واقعات لکھتے ہوئے رقمطراز ہے کہ عمر عاص اہل مصر کی ایک جماعت کے ساتھ معاویہ کے پاس دارالخلافہ شام باریابی کے لئے آیا۔

(یہ وہ زمانہ تھا کہ عمرو عاص معاویہ سے کسی حد تک برسرپرخاش تھا) اس نے

Presented by Ziaraat.Com

اِن لوگون کو سکھلا دیا کہ دیکھو جب تم معاویہ کے دربار مین جانا تو اُسے خلیفہ کہکر سلام نہ کرنا اور جہانتک ممکن ہو اُس سے حقارت کے ساتھ بات کرنا، اسکی وجہ سے تمھاری ہیبت اُسکے دل پر قائم ہوگی، معاویہ کو جب ان لوگون کے پہونچنے کی اطلاع ہوئی وہ اپنی ذہانت سے عمر عاص کی سازش کو تاڑ گئے اور دربانون سے کہا کہ میری سمجھ مین یہ آتا ہو کہ نابغہ کے لڑکے (عمر عاص) نے ان لوگون کی نظر بندی میری نسبت کر گھٹا دیا ہوگا لہذا تم خیال رکھو جب یہ لوگ آئین تو ان کے ساتھ انتہائی سختی کرنا یہانتک کہ ہر شخص کو ان مین سے یقین ہو جائے کہ اُسکی جان کی خیر نہین۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سب سے پہلے جو شخص معاویہ کے سامنے دربار مین حاضر ہوا وہ یون آداب بجا لایا کہ السلام علیک یا رسول اللہ بس پھر کیا تھا سب نے اُسی کی موافقت کی اور جو آیا اُس نے معاویہ کو رسول اللہ کہکر سلام کیا (تاریخ طبری ج ۶ ص ۱۸۴ معر)ع

ع اس روایت کے تتمہ مین حسب ذیل عبارت بھی موجود ہے قال ولبس معاویۃ یومئذ عمامۃ الحرقانیۃ والخز، وکان من اجمل الناس اذا فعل ذلک شک عبد اللہ فیہ سمعہ او لم یسمعہ "معاویہ نے ایک روز اپنا عمامہ حرقانیہ پہنا اور سر پر لگایا اور وہ جب ایسا کر دیتے تھے تو اُنکے حسن وجمال کی انتہا نہ تھی تھی۔ عبد اللہ کو اس مین شک ہے کہ اس کو سنا تھا یا نہین۔

ایک خوش عقیدہ مسلمان کو اس واقعہ سے حیرت و تعجب کی انتہا نہین رہ سکتی اسلامی دربار مین خلیفۂ وقت کو رسول اللہ کہکر سلام لیا جائے اور ان لوگون پر سزا تو درکنار معمولی سی تنبیہ بھی نہ کی جائے، اس سے ضمیر کا پتہ صاف چلتا ہے اور حقیقی مقصد واضح ہوجاتا ہے۔

خود حاکم وقت کو جانے دو، دمشق کے بھرے ہوئے دربار مین کسی ایک شخص کا بھی اس واقعہ پر جبین سجدین ہونا تاریخ مین نظر نہین آتا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت اسلامی جذبات اور دینی حساسات کس درجہ فنا ہوچکے تھے۔

رسالتمآبؐ کی عظمت عوام کی نظرون مین خلیفۃ المسلمین سے زیادہ تھی جیسا کہ

(بقیہ مضمون صفحۂ سابق) وہ لوگ جو حضرت معاویہ کے ہر طرز عمل کی حمایت کرنا اور انکی ہر بات کو بسر و چشم قبول کرنا اپنا دینی منصب سمجھتے ہین انھین کوئی تعجب نہین ہی کہ اس عبارت کے آخری فقرہ کے اندر ڈوبتے ہوئے تنکے کا سہارا مل جائے اور فوراً شك عبد الله فيه سمعه او لم يسمعه کے معنی یہ کہدین کہ "اس روایت کا راوی عبداللہ شک کرتا ہی کہ حضرت معاویہ نے اس لفظ کو سنا یا نہین سنا"

لیکن افسوس ہی کہ روایت پر شروع سے آخر تک ایک پھیلتی ہوئی نظر بھی ڈالی جائے اس خیال کو بے بنیاد ثابت کردیتی ہی۔ حدثنی عبد الله بن احمد قال

Presented by Ziaraat.Com

اُس واقعہ سے ظاہر ہے جسکو ابوحاتم سہل بن عثمان سجستانی بصری متوفی ۲۵۵ھ نے اپنی کتاب معمرین مین جو مصر کے مطبع سعادت مین ۱۳۱۲ھ مین شایع ہوئی ہے ۸ پر درج کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ معاویہ کو اشتیاق پیدا ہوا ایک ایسے شخص سے ملنے کا جسکی عمر بہت زیادہ طولانی ہو اور وہ اُس سے زمانۂ قدیم کے حالات دریافت کرین لوگون نے حضرموت کے ایک شخص کا پتہ دیا جس کا نام امد بن زید تھا اور اُسکی عمر تین سو ساٹھ برس کی ہو چکی تھی۔ اثنائے گفتگو مین معاویہ نے اُس سے دریافت کیا کہ تم نے ہاشم کو دیکھا ہے؟ اُس نے کہا ہان مین نے اُنکی زیارت کی ہے بہت شاندار بلند بالا خوبصورت شخص تھے پوچھا لامیہ کو بھی دیکھا ہے؟ کہا کہ ہان ایک پست قامت اندھا آدمی تھا جسکے

(بقیہ مضمون صفحۂ سابق) حدثنی ابی قال حدثنی سلیمان قال قرأت علی عبد اللہ عن فلیح قال اخبرت۔

اِس سلسلہ سے صاف ظاہر ہے کہ عبداللہ ابتدائی راوی ہے یا وسطی سلسلۂ سند کے جو مین واقع ہوتا ہے اور وہ موقع واردات پر موجود نہ تھا اور واقعہ اُسکا چشمدید نہین تھا بلکہ اُس تک واقعہ کی خبر دو راویون کے واسطہ سے پہونچی ہے لیکن صورت حال کی بنا پر یہ شک کرنا کہ حضرت معاویہ نے سنا تھا یا نہین اُس راوی کا حق ہے جو واقعہ کا دیکھنے والا اور موقع پر موجود تھا وہ اگر اِس شک کا اظہار کرتا کہ حضرت معاویہ نے سنا یا نہین تو واقعہ مین شاید کچھ ابہام پیدا بھی ہو جاتا لیکن اُس نے تو بہت صفائی کے ساتھ اصلی واقعہ کو

Presented by ZiaraatCom

چہرہ سے شرارت ظاہر ہوتی تھی۔ معاویہ نے کہا کہ تو نے محمد کو بھی دیکھا ہے؟ اس نے ان معمولی لفظوں مین ایک مسلمان سے حضرت کا نام سنکر متعجبانہ انداز سے پوچھا محمد کون؟ کہا وہی رسول خدا۔ یہ سنکر اس نے کہا کہ "وائے ہو تم پر تم نے پہلے ہی مجھ سے اس طرح احترام کے ساتھ نام کیون نہ لیا جس کا خدا نے انھین مستحق بنایا ہے؟ یون کیون نہ کہا کہ تو نے رسول اللہ کو دیکھا ہے؟" یہ واقعہ ابن اثیر جزری کی اسد الغابہ (ج ۱ ص ۱۱۵) مین بھی موجود ہے۔

اس سے زیادہ شرمناک اور تعجب خیز واقعہ وہ ہے جس کو زبیر بن بکار نے موفقیات مین درج کیا ہے، یہ زبیر محدثین اہل سنت مین بلند پایہ شخص اور صحاح ستہ کے

(بقیہ مضمون صفحہ سابق) نقل کیا ہے جس مین کسی شک و شبہہ کا اظہار نہین ہے اب کئی طریقون کے بعد کا جو راوی ہے وہ یہ کہے کہ مجھ کو شک ہے حضرت معاویہ نے سنا تھا یا نہین تو کہانتک قابل قبول ہو سکتا ہے۔

درحقیقت شک فی سمعہ اولم یسمعہ کے یہ معنی قرار دینا بالکل اصول تکلم اور آئین گفتگو کے خلاف اور سراسر غلط ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ گذشتہ روایت کے ختم ہونے کے بعد جو مسلم حیثیت رکھتی تھی قال کے مستقل عنوان سے راوی نے کچھ اور باتین حضرت معاویہ کی نقل کی ہین اور وہ یہ کہ حضرت معاویہ نے ایک دن اپنا عمامہ عرقانیہ یا مدھ اور یہ کہ جب وہ ایسا کرتے تھے تو انتہائی حسین معلوم ہوتے تھے۔ اس گفتگو سے متعلق

Presented by Ziaraat.Com

رواۃ مین سے ہی وہ لکھتا ہے کہ مطرف بن مغیرہ بن شعبہ ناقل ہے کہ مین اپنے باپ مغیرہ کے ساتھ دمشق امیر معاویہ کی خدمت مین باریاب ہونے کے لئے گیا مغیرہ شاہی مہمان ہوئے اور روز معاویہ کے دربار مین جاتے اور جب واپس ہوتے تو معاویہ کے عقل و فراست اور تدبر و دور اندیشی کی تعریفین کرتے تھے ایک مرتبہ رات کو جو واپس ہوئے تو کھانے سے انکار کر دیا اور محزون و مغموم سر جھکا کر بیٹھ گئے مین نے کچھ دیر انتظار کیا کہ یہ خود بولین مگر انھون نے کچھ نہ کہا تو مین نے خود دریافت کیا کہ آج آپ کے مغموم ہونے کی کیا جہت ہے؟ کہا بیٹا کیا بتلاؤن مین ایک ایسے شخص کے پاس سے آرہا ہون جو کفر و خباثت مین دنیا بھر سے زیادہ ہی۔ مین نے متعجب ہو کر پوچھا کیا

(بقیہ مضمون صفحۂ سابق) راوی عبداللہ کو شک ہے کہ یہ بھی انھون نے (یعنی عبداللہ نے) اپنے سے واقعہ کے بیان کرنیوالے راوی (اپنے باپ یا طلیح) کی زبانی سنا تھا یا نہیں اصل روایت سے کوئی تعلق نہین ہی۔ اگر ایسا بھی ہو کہ یہ فقرہ راوی کا اصل واقعہ سے لیا ہوا ہے تو بھی وہ حقیقۃً راوی کے حسن ظن اور خوش عقیدگی کا نتیجہ ہی کہ وہ بھی حضرت معاویہ کی نسبت یقینی طور پر اس امر کو باور نہین کرنا چاہتا کہ انھون نے ایسا سنا ہو اور سکوت کیا ہو اسلیے وہ اس امر کو مشتبہ قرار دیدیتا ہی کہ حضرت معاویہ نے اس لفظ کو سنا ہی۔

اس سے معلوم ہوتا ہی کہ راوی حقیقۃً اہل سنت و جماعت مین سے اور امیر معاویہ کے ساتھ کامل عقیدت مندی رکھتا تھا۔ اگر اصل واقعہ مین کسی قسم کی کمزوری پائی جاتی تو

کہا کہ آج تنہائی مین مین نے کہا کہ اے امیر المومنین اب آپکی کافی عمر ہوچکی ہے بہتر ہے
کہ آپ عدل واحسان کو کام مین لائین اور کتنا اچھا ہے کہ اب آپ اپنے رشتہ دار
بنی ہاشم کی طرف بھی توجہ کیجئے اور اُن کے ساتھ صلہ رحم فرمائیے کیونکہ اب اُنکے پاس
کوئی ایسا سامان نہین رہا ہے جس سے آپ کو کچھ اندیشہ ہو اس طرح آپکا ذکر عجب
اور اجر وثواب دنیا وآخرت مین باقی رہ جائیگا۔
یہ سنکر معاویہ سیاہل پڑے۔ کہا کہ ہیہات ہیہات مجھ کو کس ذکر جمیل کی امید ہوسکتی
ہے کہ جو باقی رہے، قبیلہ تیم کے خلیفہ (ابوبکر) نے سلطنت کی اور کیسے کیسے کام
کئے اور کہو ہلتے ہلتے حالت کی پھیر گیا ہوا سوئے اسکے کہ آخر جب موت آئی تو اُنکا نام بھی

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابق) وہ یقیناً اُسی کا انکار کردیتا اور خود بیان نہ کرتا لیکن چونکہ اصل امر
ناقابل انکار تھا اسلئے اُس نے اُسکی تاویل مین اپنی خوش عقیدگی کا مظاہرہ کیا ہے
اور یہ امر طے شدہ ہے کہ راوی کے اقوال بحیثیت راوی اُسی حد تک معتبر ہین کہ
جہانتک وہ بیان واقعہ سے تعلق رکھتے ہون نہ اسکے ذاتی خیالات۔
واقعہ ایک ایسے عقیدت مند راوی کا بیان کردہ سامنے موجود ہے اُس نے نتیجہ
نکالنا ہر بابصیرت انسان کا خود کام ہے اگر روایت کوئی چیز ہے اور واقعات کے ساتھ
قرائن کا انضمام کچھ بتلایا کرتا ہے تو اس مین کوئی شبہ نہین ہے کہ راوی کا یہ شک کہ امیر معاویہ
نے سنا بھی تھا یا نہین بالکل بے موقع اور ناقابل اعتبار ہے صبر وسکون کے ساتھ روایت کا

Presented by Ziaraat.Com

مردہ ہوگیا اور سوائے اسکے کہ لوگ امین حضرت ابوبکر" اور کوئی اثر نہ چھوڑا پھر بسیلہ
عدی کے خلیفہ عمر نے سلطنت کی اور رسم بدعت کی عرق ریزی اور جانفشانی سے
کار ائے نمایان انجام دیئے انکا انجام بھی یہی ہوا کہ وہ خود مردہ ہوگئے اور ان کا نام بھی
مردہ ہوگیا سوا اسکے کہ کبھی کبھی حضرت عمر کہدیتے ہیں ابوبکر یہ دن ہم نے جس طرح
گذارے قریش حضرت رسول کو یاد کیا کرتے تھے) رہ رہا یہ دن (فلاں) ان کا
نام اس طرح بگاڑتا ہے کہ اشہد ان محمدا رسول اللہ بجائے محمد لیتے ہیں
کارنمایان کے بقاء کی امید ہو اور کون سا نام ہے باقی رہ سکتا ہے ؟ کچھ بھی نہیں آخر کار
انجام زمین میں دفن ہونا ہے اور بس (نصائح کافیہ محمد بن عقیل حضرمی ص ۹۳)

(بقیہ مضمون صفحہ سابق) ایک نظر پھر مطالعہ کرو اور اسکے بعد فیصلہ کرو مصری جماعت نے دوسرے
کے موقع پر عمرو عاص انکی کوشش کرتا ہے کہ یہ لوگ معاویہ کو خلیفہ کہہ کر سلام نہ کریں حضرت معاویہ
کو بھی اس سازش کا اپنی ذاتی فراست کی بنا پر یا کسی اور ذریعہ سے پتہ چلجاتا ہے۔ چنانچہ
وہ پیش بندی کے طور پر انتظامات کرتے ہیں کہ مصری جماعت کے ساتھ انتہائی سختی کی جائے
جس کے رعب میں آکر وہ عمرو عاص کی سازش پر عمل نہ کرسکیں۔ اس صورت حال کو نظری
لازمہ یہ ہو کہ جب وہ لوگ معاویہ کے سامنے آئیں تو حضرت معاویہ کی تمام تر توجہ اس کی طرف
مبذول ہو کہ دیکھوں یہ لوگ کیا کرتے ہیں ؟ اسکے بعد وہ لوگ دربار میں وارد ہوتے ہیں
اور سلام کرتے ہیں ظاہر ہے کہ سلام کسی شخص کو میل دو میل سے نہیں کیا جاتا بلکہ قریب سے ہوتا ہے

Presented by Ziaraat.Com

اسی دادا کا پوتا اور اسی باپ کا بیٹا یزید تھا جس کو اتفاقات زمانہ اور باپ کی حسن سیاست نے مسلمانوں کی گردن پر سوار کر دیا تھا۔ اُس کے اقوال و افعال سب ہی اُس کے عقیدہ کے آئینہ دار تھے افعال کا یہ عالم کہ واقدی نے عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ کی زبانی نقل کیا ہے کہ خدا کی قسم ہمکو یزید کی حکومت سے خوف ہو گیا تھا کہ اب آسمان سے ہم پر پتھر برسائے جائیں گے وہ ایسا شخص تھا جو اپنی ماں بیٹیوں بہنوں تک کو نہ چھوڑتا تھا اور شراب آزادی سے پیتا تھا اور نماز کو ترک کرتا تھا۔ (صواعق محرقہ ابن حجر ص ۱۲۵ طبع مصر)

اور اقوال کا یہ حال کہ بھرے دربار میں اُسکی زبان ان اشعار کے ساتھ مترنم تھی

(بقیہ مضمون صفحہ سابق) اور پھر یہ لوگ ایک دو نہیں تھے بلکہ کافی جماعت تھی جو یکے بعد دیگرے آپکی خدمت میں آرہے تھے اور جو آتا تھا وہ بھی کہتا تھا کہ السلام علیک یا رسول اللہ اسکے بعد یہ شبہہ ظاہر کرنا کہ حضرت معاویہ نے سنا یا نہیں اُسی وقت قابل قبول ہو سکتا ہے جب تاریخ کے ورق حضرت معاویہ کے لئے (خدانخواستہ) نقل سامعہ کا پتہ دیدیں لیکن اُن سے ہے کہ ایسا نہیں ہے۔

رہ گئی رجال سند کی بحث تو یہ ظاہر ہے کہ تاریخی واقعات میں مستند مورخین کے اعتماد اور نقل ہی پر بنیاد قرار پاتی ہے اور اس روایت سے احتجاج کے لئے طبری ایسے امام حافظ متقن کا نقل و اعتماد کافی ہے جو شیعہ بھی نہ تھے کہ اُنکی نسبت امیر معاویہ سے خواہ مخواہ کی

Presented by Ziaraat.Com

لیت اشیاخی ببدر شھدوا جزع الخزرج من وقع الاسل

کاش میرے جنگ بدر والے بزرگ موجود ہوتے اور وہ مشاہدہ کرتے فرق مقابل
کی گھبراہٹ کا خزرج کے مقابلہ میں

لعبت ھاشم بالملک ولا خبر جاء ولا وحی نزل

یہ تو بنی ہاشم کو سلطنت کا لعب کھیلا تھا۔ نہ کوئی خبر آئی تھی نہ کسی
کوئی وحی اتری تھی۔

لست من خندف ان لم انتقم من بنی احمد ما کان فعل

میں اپنے بزرگوں کی نسل سے نہیں اگر محمد کی اولاد سے انکے کئے کا بدلا نہ لوں

بقیہ مضمون صفحہ سابق) عداوت کا الزام عائد ہوسکے بیشک تاریخ طبری میں اسکے قبل و بعد
امیر معاویہ کی تعریف اور انکے ورع و تقوی کی حکایتیں بھی موجود ہیں لیکن یہ کون نہیں جانتا
کہ کسی خاص عقیدہ والے کی تحریر اس عقیدہ کے خلاف جتنی مستند ہوسکتی ہے اسکے موافق نہیں
طبری جتنی بھی جلالت قدر اور عظمت رکھتے ہوں وہ اپنے فرقہ میں ہے اور اسی حیثیت سے انکی بھی
انکو "مشہور و معروف مسلم الثبوت مورخ اور امام فن" کی لفظوں سے یاد کیا ہے۔ لیکن بہرحال وہ
سُنی تھے اور اس لئے امیر معاویہ کی مدح میں انکے روایات کا بیشتر کرنا ویسا ہی ہے کہ جیسا
انکی مذمت میں شیعی روایات، یہ صرف مسلک مناظرہ ہی کے خلاف نہیں ہے کہ جس سے مجھ
کو تعلق نہیں بلکہ مسلک تحقیق کے بھی خلاف ہے جو میرا نصب العین ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

فجزیناھم ببدر مثلھا وباحد یوم احد فاعتدل

جو جنگ بدر و احد مین ہمارے ساتھ سلوک ہوا تھا اس کا ہم نے پورا پورا بدلا لے لیا۔

لو رأوہ لاستھلوا فرحا ثم قالوا یا یزید لا تشل

اگر میرے بزرگ اس موقع کو دیکھ لیتے تو خوشی کے مارے کھلجاتے اور کہتے کہ اے یزید کبھی تیرے ہاتھ شل نہون۔

یہ وہ اشعار تھے جو نشہ شراب اور نشہ فتح و نصرت دو ہری مستی کے عالم مین یزید کی زبان سے نکل رہے تھے اور وہ اپنے ذاتی خیالات کو بغیر کسی اندیشہ کے ظاہر کر رہا تھا اور علامہ سبط ابن جوزی نے انہی اشعار کی بناء پر صریحی طور سے اسکے کفر کا فتوی دیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ اگر یزید کے دل مین زمانۂ جاہلیت کی حقد اور بدر و احد کے انتقام کا جوش نہوتا تو کم از کم وہ سر حسینؑ کے ساتھ بے احترامی

(بقیہ مضمون صفحہ سابق) ایک واقعہ کے ثبوت مین مخالف فریق کے موافق بیانات جتنے مفید ہو سکتے ہین موافق فریق کے موافق بیانات نہین اور اسلئے ہم کو طبری کے ان روایات پر نظر ڈالنے کی ضرورت نہین جو مین امیر معاویہ کی مدح مین رطب اللسانی کی گئی ہے ۱۲

مولف

۲۱ ذی القعدہ سنہ ۱۳۵۱ھ

Presented by Ziaraat.Com

نہ دیتا اور اسکے دفن و کفن کا حکم دیتا۔ ورنہ ان اہلبیت کے ساتھ عزت و احترام کا سلوک کرتا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اسکے دل میں کفر و جاہلیت کے جذبات موجود تھے جو اسکو اہلبیت رسولؐ کے ساتھ کسی رواداری پر آمادہ نہ ہونے دیتے تھے محدثین جریر طبری کے بیانات یزید کے ساتھ کافی خلوص رکھتے ہیں اور تاریخی مسلمات کے خلاف اہلبیت رسالت کے ساتھ یزید کے حسن سلوک کی حکایتیں نقل کرنے میں انھیں ذرا بھی محسوس ہوتی ہے وہ بھی اس موقع پر کہ جب یزید نے اہل حرم کو ماتم داری کی اجازت دی ہے اور غارت شدہ اموال کو واپس کیا ہے حضرت سکینہ بنت الحسینؑ کی زبانی یزید کی مدح میں جو فقرہ نقل کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ

ما رأیت رجلا کافرا باللہ خیرا من یزید بن معاویۃ تم نے کوئی کافر شخص کہ جو خدا پر ایمان نہ رکھتا ہو یزید بن معاویہ سے بہتر نہیں دیکھا طبری ج ۶ ص ۲۶۲ اس سے بھی یزید کے مذہب پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

یزید کے بعد دوسرا شخص جسے قاتل امام حسینؑ کہا جا سکتا ہے وہ سرجانہ عبید اللہ بن زیاد ہے جو یزید کے ساتھ یکجان دو قالب کی حیثیت رکھتا تھا اور اسکے متعلق یزید نے اپنے ان اشعار میں اظہار خیال کیا ہے۔

اسقنی شربۃ تروی مشاشی ثم قم واسق مثلہا ابن زیاد

ہاں اے ساقی مہوش مجھ کو ایک ایسا ساغر پلا دے جو میرے جسم کے ہر جوڑ بند کو سیراب کر دے پھر کھڑے ہو کر ایسا ہی ایک جام ابن زیاد کو پلا۔

Processed by Ziaraat.Com

صاحب الود والامانۃ والتسدید منی ومغنمی وجہادی

وہ رجو خالص دوست اور امانت دار اور میری تائید کرنے والا اور میرا سرمایۂ زندگی اور جنگ میں میرا بہادر ہے۔

اس شخص کا کفر و الحاد اور احکام خدا و رسول سے روگردانی طشت از بام تھی اور کوفہ کے عام افراد بھی اس سے خوب واقف تھے چنانچہ اس موقع پر جب حضرت مسلم ہانی بن عروہ کے گھر پہ فروکش تھے اور شریک بن اعور کی عیادت کے لئے ابن زیاد کے آنے کی خبر معلوم ہوئی اور شریک نے حضرت مسلم سے کہا کہ یہی موقع ہے اس کو قتل کر ڈالئے لیکن ابن زیاد آیا بھی اور چلا بھی گیا مسلم نے کوئی اقدام اسکے قتل پہ نہ کیا شریک نے اس کے جانے کے بعد مسلم سے اس کا سبب پوچھا تو مسلم نے کہا خصلتان امّا احداھما فکراھۃ ھانی ان یقتل فی دارہ واما الاخری فحدیث حدثنا الناس عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان الایمان قید الفتک ولا یفتک مومن اسکے دو سبب تھے پہلے تو یہ کہ ہانی کو یہ امر ناپسند تھا کہ ان زیاد انکے گھر میں قتل کیا جائے دوسرے یہ کہ جناب رسالت مآب کی حدیث ہے کہ ایمان قتل پہ پابندی عائد کرنے والا ہے اور کوئی مسلمان قتل نہیں کیا جا سکتا۔

یہ سنکر ہانی نے کہا۔

اما واللہ لو قتلتہ لقتلت فاسقا فاجرا کافرا غادرا ولکن کرھت

ان یقتل فی داری۔

خدا کی قسم آپ یقین جانئے کہ اگر آپ اس کو قتل کرڈالتے تو کسی مسلمان کو قتل نہ ہوتا بلکہ ایک فوسق و فجرکا فرمندار کا قتل ہوتا بیشک مجھ کو یہ امر پسند نہ تھا کہ وہ میرے گھر مین قتل ہو۔ (طبری ج ۶ ص ۲۱۰)

تیسرا شخص جو قتل حسینؑ کا براہ راست ذمہ دار کہا جا سکتا ہے وہ عمر بن سعد ہے۔ اب اسکے اسلام کی حقیقت ان اشعار سے ظاہر ہے جو اس نے اس موقع پر نظم کئے تھے کہ جب ابن زیاد نے اس کو قتل امام حسینؑ پر مامور کیا ہے۔

فواللہ لا ادری وانی لحائر افکر فی امری علی خطرین

خدا کی قسم میری سمجھ مین نہین آتا اور میں حیران ہون، مین اپنی نسبت دو عظیم باتون مین فکر کر رہا ہون۔

اترک ملک الری والری منیتی ام اصبح مأثوما بقتل حسینؑ

کیا مین ملک ری کو ہاتھ سے جانے دون حالانکہ ملک ری کی مجھ کو مدت سے آرزو ہے یا حسینؑ کو قتل کرکے ہمیشہ کے لئے گنہگار بنون۔

الا انما الدنیا بخیر معجل وما عاقل باع الوجیہ بدین

یاد رہے کہ دنیا نقد و حاضر راحت کا نام ہے اور کون عاقل ہے جو نقد کو قرض کے عوض بیچ ڈالے۔

Presented by Ziaraat.Com

یقولون ان اللہ خالق جنۃ، ونار وثواب وعقاب یدین
لوگ کہتے ہین کہ خدا نے کوئی جنت خلق کی ہے اور آگ اور عذاب اور
باتون کی ہتھکڑیان۔

فان لم یقولوا انی اتوب الی الرحمٰن من سنتین
اچھا تو اگر یہ لوگ سچے ہین ان باتون کے کہنے مین تو کوئی حرج نہین ہے کہ دو
برس کے اندر اس گناہ سے توبہ کرلون گا۔

وان کذبوا فزنا بدنیا عظیمۃ وملک عقیم دائم الحجلین
اور اگر غلط کہتے ہین اور جنت و دوزخ کی کوئی حقیقت نہین تو پھر کیا ہے ہم
تو ہم ایک عظیم دنیا اور ایسے ملک کے حاصل کرنے مین کامیاب ہوئے جسکی نعمتین
باقی رہنے والی ہین۔

ان اشعار مین مسیحی مذہب پر عقیدۂ معاد اور جنت و دوزخ کے وجود کا مذاق
اڑایا گیا ہے۔

جب حکام و رؤسا کو یہ عالم تھا تو دوسرون کا کیا پوچھنا ہے وہ تو انہی لوگون
کے اشارہ پر چلنے والے اور انکے آلۂ کار تھے۔ انکا مذہب صرف اور روپیہ
سکون کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ ان لوگون کو مسلمان کہنا اسلام کے دامن پر ایک
بدنما داغ لگانا ہے اور درحقیقت ان سے اسلام کو کوئی تعلق نہین ہے یہ
تاریخی حقیقت ہے جس مین شک و شبہہ کی گنجائش نہین اور اسکے بعد اس سوال کا

Presented by Ziaraat.Com

موقع ہی نہیں رہتا کہ یہ لوگ سنی تھے یا شیعہ ہاں اسلئے کہ سنی شیعہ کا اختلاف
اسلامی مشترکہ اصول و عقائد کو تسلیم کرنیکے بعد پیدا ہوتا ہے تو جب خود اسلام
دامن کش نظر آتا ہے تو سنی شیعہ کی تفریق بے موقع ہے لیکن افسوس ہے کہ دو
اور اڑھائی سو برس کے بعد بھی یہ اختلاف محسوس ہوتا ہے اور ہم آج
کی بات پیدا کرکے اسلامی جماعتوں میں تصادم پیدا کرتے ہیں تو ہمیں خیال کر
بہت اہمیت دیتے ہیں کہ قاتلان امام حسینؑ خود شیعہ ہی تھے وہ یہ دعوے بڑے
زور و شور سے ان جملوں میں پیش کیا جاتا رہا ہے چونکہ تاریخی نصوص و شواہد
اس دعوے کو بالکل بے بنیاد ثابت کرتے ہیں ہم آواز نہیں لہذا ایک تاریخی
فرض کی حیثیت سے ہم نے قصد کر لیا ہے کہ ہم اس سلسلہ میں ہم اسلامی
مستند کتب سے تاریخی حقائق کا ایک سلسلہ قلمبند کریں جس کے بعد منصف
تنقل اور باوجدان سنی پڑھ جائے اور پھر بھی اسکی جرأت نہ ہو کہ قاتلان حسینؑ کو
شیعہ کہا جائے

قاتلان حسینؑ کے مذہب پر اجمالی نظر

گذشتہ صفحہ کلام میں جو کچھ سوال رہا ہے وہ اس ننگ انسانیت جماعت کے
باطنی عقائد کی بنا پر تھا جس کی پردہ دری تاریخ کے ہاتھوں سے ہو کے صاف واضح
کر دیا ہے کہ اس جماعت کے دل میں اسلامی عقیدہ کا کوئی نقش قائم نہ تھا بلکہ انکا مذہب

Presented by Ziaraat.Com

عین لامذہبی کی تصویر تھا لیکن اس میں شک نہیں کہ ظاہری حیثیت سے یا تو وہ مذہب اسلام کے حلقہ بگوش تھے اور اُنکی لامذہبی جس درجہ پر بھی ہو اُس پر اسی رسمی مذہب کا ایک ہلکا سا پردہ پڑا ہوا ضرور تھا جس کی بنا پر یہ سوال پیدا ہو جاتا ہے کہ اُن کا تعلق اسلام کے کس فرقہ سے تھا؟ اس امر کی تحقیق کے لئے دو تنقیحیں قائم ہونا ضروری ہیں۔

(۱) امام حسینؑ کے قتل کی بنیاد کیا تھی؟

(۲) جس بنیاد پر اس عظیم قتل کا ارتکاب کیا گیا تھا اُسکی جڑ کس فرقہ کے اصول و تعلیمات میں نکالی جا سکتی ہے؟

ان دونوں تنقیحوں کے حل کرنے کے بعد یہ سوال خود بخود حل ہو جائیگا کہ اس قتل پر اقدام کرنے والے کس فرقہ سے تعلق رکھتے تھے۔

تاریخی حیثیت سے یہ امر ناقابل انکار ہے کہ قتل امام حسینؑ کی بنیاد امیر معاویہ کے بعد یزید کی خلافت اور اُس کے تسلیم کرانے کے لئے حسینؑ بن علیؑ سے بیعت پر اصرار اور حسینؑ کا اس خلافت کے تسلیم کرنے سے انکار اور اپنی بات پر آخر وقت تک ہزار ہزار مصیبتیں سامنے آنے پر بھی قائم رہنا ہے۔

یہی چیز وہ تھی جس نے دنیا کی اس طویل و عریض وسعت کو فرزند رسولؐ پر تنگ کر دیا تھا اور جس کی بنا پر دشمنوں کی نوکِ شمشیر اس بیگانہ کے خون کی پیاسی ہو گئی تھیں۔

Presented by Ziaraat.Com

وہی وقت تھا جب امیر معاویہ بقول ابن حجر مکی (۱) یزید کی محبت مین اندھے ہو کر مسلمانون سے اپنے ہمہ تن فسق و فجور بیٹے یزید کی بیعت لے رہے تھے اور اسکی ولیعہدی کو تسلیم کرانے کے لئے شام و عراق کے خزانے اور حیلہ گری و سیاست کے تمام ہتکھنڈے صرف ہو رہے تھے اور عالم اسلام کا ہر جزو و کل تابع فرمان ہو چکا تھا اس موقع پر باقی شخص ایسے تھے جو حاکم شام کی تمام سطوت و قوت اور تدبیر و سیاست کے باوجود اپنی بات پہ قائم تھے اور یزید کی بیعت کرنا اپنے لئے ننگ سمجھتے تھے جن مین سب سے پہلا نام حسینؑ بن علیؑ کا ہے اور آپکی دیکھا دیکھی عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر اور عبدالرحمن بن ابی بکر اور عبداللہ بن عباس بھی یزید کی بیعت سے انکار کرتے تھے۔

امیر معاویہ پہ یہ امر چھپا ہوا نہ تھا کہ اس جماعت مین سب سے زیادہ نمایان ہستی حسینؑ کی ہے اور اس بنا پر خود مدینہ آکر سب سے پہلا کام جو کیا وہ یہ کہ حسینؑ بن علیؑ کو بلوا کر کہا کہ اس معاملہ مین تمام لوگ ہموار ہو چکے ہین ہوئے باقی آدمیون کے تعاقب مین ہے جن کی سرکردگی تم کر رہے ہو۔ حضرت نے مستعجانہ انداز سے کہا انا اقودھم "مین انکی سرکردگی کرتا ہون؟" معاویہ نے دیدہ دلیری کے ساتھ کہا نعم انت تقودھم "بیشک آپ ہی انکے سرگروہ ہین" یہ سنکر حضرت نے فرمایا تو اسکی تدبیر یہ ہے کہ آپ دوسرے لوگون کو بلوا کر ان سے بیعت کا مطالبہ کیجئے اگر

(۱) تطہیر الجنان حاشیہ صواعق طبع مصر ص۵۵

اُن سب نے بیعت کر لی تو تنہا مجھ سے آپ کو کسی اندیشہ کی ضرورت نہیں یہ دنیا اتفاق کامیاب ہوئی اور نتیجہ میں امیر معاویہ کی یہ کاوش بے سود ثابت ہوئی اس لئے کہ آخر تک سوائے عبداللہ بن عمر کے جو ایک کمزور دل اور عقیدہ کے شخص تھے ان اشخاص میں سے کسی نے بیعت کی ہامی نہیں بھری (تاریخ طبری جلد ۶ صفحہ ۱۵۰)

امیر معاویہ اپنی زندگی کے دن پورے کر چکے اور ۷۵ و ۶۰ کے درمیانی عمر میں رجب سنہ ۶۰ھ میں رحلت کر گئے یزید تخت خلافت پر متمکن ہوا اور تمام اہل شام نے بیعت کی، دنیا تمام زیب و زینت کے ساتھ یزید کے سامنے موجود تھی اور تاج و تخت، مال و دولت، حشم و خدم اور عیش پرستی و شہوت رانی کے تمام وسائل و اسباب پوری فراوانی کے ساتھ مہیا لیکن ایک خیال تھا جو اس کے دل و دماغ کو پریشان کئے ہوئے اُس کی نظروں میں اس تمام جاہ و حشم کو خاک سیاہ بنائے ہوئے تھا اور وہ اُن چند آدمیوں کا بیعت سے انکار کرنا تھا اول درجہ کی شخصیت حسینؑ بن علیؑ کی تھی، اُس نے تخت سلطنت پر قدم رکھتے ہی پہلا کام جو انجام دیا وہ یہی کہ اپنے چچا زاد بھائی ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو جو مروان کی معزولی کے بعد اس زمانہ میں مدینہ کا حاکم تھا خط لکھا۔

من یزید امیر المومنین الی الولید بن عتبہ۔ اما بعد فان معاویۃ کان عبدا من عباد اللہ اکرمہ اللہ واستخلفہ وخولہ

وسکن لہ فعاش بقدر، ومات باجل فرحمہ اللہ فقد عاش محمودا ومات برّ التقیا والسلام)

خط کا مضمون ختم ہوگیا اور اس میں سوائے معاویہ کے انتقال کی خبر کے کچھ نہیں ہے لیکن اسکے ساتھ آپ چھوٹا پرزہ کاغذ کا اور تھا جس پر یہ تحریر تھا

(اما بعد فخذ حسینا وعبد اللہ بن عمر وعبد اللہ بن الزبیر بالبیعۃ اخذا شدیدا لیست فیہ رخصۃ حتی یبایعوا والسلام)

"دیکھو حسینؑ اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر کو بیعت پر بہت سختی سے مجبور کرنا اور جب تک یہ لوگ بیعت نہ کرلیں دم نہ لینا"

ولید ابوسفیان کا پوتا اور معاویہ کا بھتیجا سہی لیکن کمزور دل کا شخص تھا اور حسینؑ کی عظمت و شخصیت کا اثر ایک حد تک اس پر قائم تھا، اس میں اتنی فراخ اور سیر چشمی بھی نہ تھی کہ ایک بیگناہ کا خون بہاتے ہوئے اُسکو ندامت محسوس نہ یزید کے فرمان شاہی نے اس کے باطنی جذبات میں ایک عظیم تلاطم پیدا کردیا اور وہ اس شش و پنج میں تھا کہ یزید کے اس حکم کو کس طرح انجام دیا جائے۔

بیشک ننگ اسلام یہ بیسواں خلیفۂ مسلمین مروان بن حکم جو ابتدا ہی میں رسول اللہ کی بارگاہ سے "ملعون بن ملعون" کا لقب پا چکا تھا، اس نے یہی مشورہ دیا کہ حسینؑ سے بیعت طلب کرو اور اگر وہ بیعت نہ کریں تو انکا سر قلم کر

(۱) جیوۃ الحیوان دمیری ج ۱۔ صہ ۵۵ بحوالہ مستدرک حاکم۔

Presented by Ziaraat.Com

یزید کے پاس بھیجو۔ وہ یہی ذاتی صلح پسندی کے باعث اسکا مشورہ قبول کرنے سے مجبور رہا لیکن حسینؑ بن علیؑ کو بلا کر یزید کا پیغام پہونچا دینے میں اس نے کوتاہی نہیں کی اور اگر حسینؑ عاقبت اندیشی کر کے غیر معلوم طریقہ پر مدینہ رسولؐ کو خالی نہ کر دیتے تو ولید ہی عمر سعد کی طرح باوجود ذاتی کراہت کے مال و جاہ دنیا کی طمع اور سطوت حکومت کے خوف میں اقدام کرتا اور یا کوفہ کے نعمان بن بشیر کی طرح اسکو معزول کر کے مروان بن الحکم یا اسکے ایسے کسی سفاک اور سخت ترین دشمن اہل بیت کو مدینہ کا حاکم مقرر کرتے فرزند رسولؐ کے خون سے مدینہ رسولؐ کی زمین کو گلرنگ بنایا جاتا (مذکورہ بالا واقعات کی تصدیق کے لئے ملاحظہ ہو طبری ج ۶ ص ۱۸۸ - ۱۹۰)

فرزند رسولؐ مکہ معظمہ پہونچے اور کچھ روز قیام کرنے کے بعد حضرت مسلم کو حالات کا مشاہدہ کرنے کے لئے کوفہ روانہ کیا، کوفہ کی خلقت یزید کے افعال و کردار سے واقفیت کے باعث اسکی خلافت سے بیزار تھی اس لئے مسلم کا خوشگوار طریقہ پر استقبال کیا نعمان بن بشیر انصاری جو اسوقت کوفہ کا حاکم تھا وہ صلح پسند بے شر آدمی تھا اور اس نے مسلم سے بغیر معقول سبب کے کوئی تعرض کرنا مناسب نہ سمجھا۔

مخبروں نے خلیفۂ وقت یزید کو اطلاع دی کہ مسلم بن عقیل کوفہ میں آئے ہیں اور یہاں کے لوگوں نے حسین بن علیؑ کی بیعت کی ہے نعمان بن بشیر فطرۃً کمزور شخص ہے یا کسی وجہ سے کمزوری کر رہا ہے اگر آپ کو کوفہ کی حفاظت کرنا ہے تو ایک مضبوط آدمی

Presented by Ziaraat.Com

یہاں مقرر کیجئے جو آپ کے حکم پر کامل طور سے عمل کرے۔

یزید نے سرجون معاویہ کے سابق وزیر خلام کو بلا کر مشورہ کیا اس نے یہ رائے فرمان نکال کر رکھ دیا جو انھوں نے آخر وقت عبید اللہ بن زیاد کے نام کوفہ کی حکومت کے بارے میں لکھا تھا، یزید بولا بڑھے باپ کی اس بر موقع پیش بندی کو دیکھ کر پھول پڑا اور فوراً ابن زیاد کے نام جو اس وقت بصرہ کا حاکم تھا خط لکھا کہ مجھ کو معلوم ہوا ہے مسلم بن عقیل کوفہ میں آکر وہاں کے لوگوں کو مجھ سے منحرف کر رہے ہیں جس تحریر کو دیکھتے ہی تم کوفہ کی جانب روانہ ہو جاؤ اور جس طرح ممکن ہو مسلم پر قابو پاؤ۔

(تاریخ طبری ج ۶ ص ۱۹۹۔۲۰۰)

گو ناگوں واقعات کے بعد فرزند رسولؐ دوسری محرم ۶۱ھ کو اپنی آخری منزل پر پہونچے اور ابن زیاد کی جانب سے عمر سعد حضرت کے قتل پر مامور ہو کر کربلا آیا اور جگر گوشۂ رسولؐ کا خون آشام دشمنوں نے محاصرہ کر لیا۔ عمر سعد کے ابتدائی و انتہائی واقعات کے مطالعہ سے صاف نظر آتا ہے کہ اس عظیم جرم کے ارتکاب میں ہر منٹ پر اس کا ضمیر سختی کے ساتھ ٹوک رہا تھا اور آواز دیتا تھا کہ ظالم کیا کر رہا ہے؟ جسکو سنکر وہ ایک مرتبہ ٹھٹک جاتا تھا لیکن طمع دنیا پھر غلبہ حاصل کر کے اس کا قدم آگے بڑھا دیتی تھی، وہ ایسے مواقع ڈھونڈھتا تھا کہ کسی طرح وہ اپنے دنیاوی مقصد کی حفاظت کرتے ہوئے اس جرم کے ارتکاب سے محفوظ رہے اسی بنا پر کربلا پہونچنے کے بعد اس نے امام حسین علیہ السلام سے سلسلۂ مراسلت و مکالمہ جاری کیا اور ابن زیاد کو

Presented by Ziaraat.Com

لکھا کہ میں نے حسینؑ سے بات چیت کر کے ان کا منشا معلوم کیا تو انھوں نے کہا کہ مجھ کو اہل کوفہ نے دعوت دی تھی اس لئے میں یہاں آیا، اب اگر وہ لوگ اپنی بات پر قائم نہیں ہیں تو میں جہاں سے آیا ہوں وہیں واپس جاتا ہوں۔

اس خط کا جو جواب ابن زیاد نے دیا وہ یہ ہے۔

(اما بعد فقد بلغنی کتابک وفہمت ما ذکرت فاعرض علی الحسین ان یبایع لیزید بن معاویۃ فہو وجمیع اصحابہ فاذا فعل ذلک رأینا رأینا والسلام)

یعنی خط پہونچا اور حال معلوم ہوا تم حسینؑ سے یہ مراسلہ کرو کہ وہ اپنے تمام احباب سمیت یزید بن معاویہ کی بیعت کر لیں اسکے بعد ہم صورت حال پر غور کریں گے۔

عمر سعد حسینؑ کے متعلق یہ اور ثبات قدم سے خوب واقف تھا اور جانتا تھا کہ جو کچھ بھی ہو جائے وہ یزید ایسے شراب خوار و فاسق کی بیعت نہ کرینگے جس کی بنا پر اس نے خط کے پڑھتے ہی کہا (قد حسبت ان لا یقبل ابن زیاد العافیۃ اب میں سمجھا کہ ابن زیاد کوئی بھوت نہیں چاہتا (طبری ج ۶ ص ۲۳۴)

عمر سعد کا خیال صحیح تھا حسینؑ ایسے کمزور متلون مزاج نہ تھے کہ ثبات قدم نہ رکھتے کسی بڑے خطرہ سے گھبرا کر اپنے اصول سے ہٹ جائیں۔ انھوں نے جو کہا تھا وہی کیا، دنیا نے دیکھ لیا کہ مصائب کے ہوتے شکن پہاڑ انکے ثبات قدم اور کوہ گراں استقلال کے سامنے ہیچ نظر آ رہے تھے۔ انھوں نے یزید کی بیعت نہ کی جس کا

Presented by Ziaraat.Com

نتیجہ یہ ہوا کہ دسویں محرم کی عصر کو زمین کربلا نبی فاطمہؑ کے خون سے رنگین ہوئی اور شہدائے حق کے بے سر لاشے زمین و آسمان سے اپنی جانبازی کا منہ بولتا ثبوت پیش کرنے لگے۔

ابتدا اور اختتام وسط کے واقعات تواریخ کے طول طویل اوراق میں سے منتخب کر کے حسب موقع ترتیب کے ساتھ پیش کر دیا گیا ہے اور اس سے صاف ظاہر ہے کہ۔

(۱) حسینؑ بن علیؑ کا مدینہ سے ہجرت کرنا کس سبب سے تھا؟

(۲) کوفہ میں عبیداللہ بن زیاد کی حکومت کس غرض کے لئے تھی؟

(۳) حسینؑ بن علیؑ سے ابن زیاد کے خط کی بابت آخری مطالبہ کیا تھا جس کے نہ منظور کرنے کا نتیجہ قتل حسینؑ کی صورت میں ظاہر ہوا؟

جواب ظاہر ہے کہ یزید کی خلافت اور اُسکے تسلیم کرنے کا مطالبہ ہی وہ تھا جو قتل حسینؑ کا سبب تھا اور اسی مطالبہ کا منظور نہ کرنا اس عظیم شہادت کا باعث ہوا۔

یزید نے بھی خود اس حقیقت کا اعتراف کیا۔ اُس وقت جب مخدرات خاندان رسالت امام زین العابدینؑ کے ساتھ یزید کے دربار میں لائی گئیں تو انہیں سے

نے امام زین العابدینؑ سے مخاطب ہو کر کہا۔

یا علی ابوک الذی قطع رحمی و جھل حقی ونازعنی سلطانی

Presented by Ziaraat.Com

فصنع اللہ بہ ما قد رأیت۔

"اے علی بن الحسینؑ تمھارے باپ نے میری قرابت و رشتہ داری کا لحاظ اور میرے حق کا پاس نہ کیا اور میری حکومت سے اختلاف لیا جس کا نتیجہ تم دیکھ رہے ہو"

طبری ص ۳۶۵

اس سے یہ امر ظاہر ہے کہ قتل حسینؑ کا سبب یزید کی خلافت سے اختلاف تھا اور یہی وہ بنیاد تھی جس کی بنا پر قاتلان حسینؑ نے اس عظیم قتل کا ارتکاب کیا۔

اب رہا دوسری تنقیح کہ یزید کی خلافت کس فرقے کے مذہبی تعلیمات کی رو سے صحیح اور اسکی حمایت حق بجانب ہو سکتی ہے؟

یہ امر بہت زیادہ توضیح کا محتاج نہیں کہ شیعوں کے مذہبی اصول میں یزید بلکہ ان سے بڑے بڑے افراد کی خلافت کوئی جگہ حاصل نہیں ہے، انھوں نے تو سرے سے اس مسئلہ ہی سے اظہار برأت کیا ہے جبکی پانچوین یا چھٹی کڑی میں یزید کی امامت و خلافت کو تسلیم کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔

رہے اہل سنت مجھ کو انکے مذہب پر حکم لگانے کا کوئی حق نہیں ہے لیکن امام اہل سنت حافظ شام جلال الدین سیوطی جو علمائے اسلام میں ایک نمایاں فرد اور ذمہ دار شخص کہے جا سکتے ہیں۔ انھوں نے اپنی تاریخ الخلفاء میں اس مطلب کو بالکل صاف کر دیا ہے جس کے بعد شک و شبہہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

Presented by Ziaraat.Com

پہلے دو کتابوں کے دیباچے مین سب ایسا لکھتے ہوئے رقمطراز ہین۔

ھذا تاریخ لطیف ترجمت فیہ الخلفاء امراء المومنین القائمین بامر الامۃ من عھد ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ الی عھدنا ھذا علی ترتیب سنھم

"اس لطیف تاریخ مین مین نے حالات لکھے ہین خلفاء کے جو امیر المومنین تھے اور امت اسلامیہ کی ریاست کے مالک تھے ابو بکر صدیقؓ کے عہد سے لیکر اپنے عہد تک اُنکے زمانۂ خلافت کی ترتیب کے مطابق"

انہی الفاظ سے ظاہر ہے کہ وہ جن اشخاص کے حالات لکھنا چاہتے ہین، اُنمین سے ہر ایک کو امیر المومنین کہنے کے لئے طیار ہین اور اُنکی خلافت اُنکے نزدیک صحیح بسلم تھی لیکن اسکے بعد نقطۂ نظر پوری روشنی پڑتی ہے جبکہ وہ مصر کے خلفاء فاطمہ کے حالات کو اس کتاب مین ترک کرنے کی وجہ بیان کرتے ہین۔

لما ورد احد من الخلفاء العبیدیین لان اما منھم غیر صحیح الامور

مین نے اس کتاب مین خلفاء عبیدیین مین سے کسی کا تذکرہ نہین کیا ہے اسلئے کہ اُن کی امامت و خلافت متعدد وجوہ سے صحیح نہ تھی، پہلے یہ کہ وہ قریشی نہ تھے اُنکو ناواقف عوام فاطمی النسل سمجھنے لگے ورنہ حقیقۃً اُن کا مورث اعلےٰ ایک مجوسی شخص تھا۔

(افسوس ہے کہ تاریخ نے اُن ریشہ دوانیون کو جو خلیفۂ عباسی کی طرف سے سلاطین بنی فاطمہ کے خلاف اُن کے نسب مین قدح کے متعلق کی گئی تھین اور جن صورتون سے بیخبر وقہ اُس محضر پر دستخط کئے گئے تھے ہمارے سامنے پیش کرکے علامۂ سیوطی کے اس عذر کو غیر وقیع بنا دیا ہے)

دوسرے یہ کہ اکثر ان مین سے بدعقیدہ کفر و زندقہ کی طرف مائل اور اسلام سے عاری تھے اور ان مین سے بعض نے انبیاء کی شان مین گستاخیان کین اور بعض نے شراب کو مباح سمجھا اور بعض نے خود اپنے لئے سجدہ کا حکم دیا اور جو اُن کے بیان کے تمام عیوب سے پاک ڈھونڈھا جائے اُس مین بھی یہ ضرور ہے کہ وہ کثیر بعضی ہے کہ جو بہت صحابہ کا حکم رکھتا ہو

ومثل هؤلاء لا تنعقد لهم بيعة ولا تصح لهم امامة

اور جو ایسے اشخاص ہون اُنکی بیعت درست نہین ہو سکتی اور نہ امامت اُنکی صحیح ہے

مین اس مقام سے مواخذہ نہین کرنا چاہتا نہ اس کی تحقیق کرنا چاہتا ہون کہ بالفرض یہ الزامات صحیح تھے یا نہین بلکہ یہ دریافت کرنا چاہتا ہون کہ کیا خلفائے بنی امیہ و عباسیہ مین ایسے افراد نہ تھے جن سے کفر و زندقہ کا ظہور ہوا اور جو شراب اور بدکاری ایسے معاصی کو جائز سمجھے اور نہ اس سوال کی جسارت دون گا کہ کیا اُن مین سب صحابہ کی نظیرین نہین پائی جاتین اسلئے کہ مین اگر ایسا کرون تو مناظرہ کے ایک وسیع

وادی مین میرا قدم بڑھ جائیگا اور مین نے مناظرہ کے لئے قلم نہین اُٹھایا ہے مین تو صرف ایک واقعہ نگار کی حیثیت سے تاریخی حقائق کو پیش کرنا چاہتا ہون ۔

حافظ سیوطی کی اس عبارت مین یہ امر بالکل صاف ہوگیا کہ کتاب مین جن اشخاص کا تذکرہ ہے وہ ایسے ہی ہین جن کی بیعت قواعد کے مطابق اور جنکی امامت وخلافت صحیح وجائز طور پر ثابت ہوچکی ہے ۔

اس کے بعد جب ہم اسی تاریخ الخلفاء کی سیر کرتے ہوئے ۲۰۵ پر پہونچتے ہین تو جلی حرفون مین یہ سرخی نظر آتی ہے ۔ یزید بن معاویۃ ابو خالد الاموی جس کے ذیل مین مستقل طور پر یزید کے حالات درج کئے گئے ہین ۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یزید کی بیعت صحیح و درست اور امامت وخلافت اسکی جائز اور قابل تسلیم تھی اور صفحہ ۱ مین جناب رسالتمآب کی حدیث لا یزال ھذا الدین قائما حتی یکون علیھم اثنا عشر خلیفۃ کی تشریح مین خلفاء کی فہرست لکھتے ہوئے جو اسماء درج کئے ہین وہ بھی یون ہین ۔

ان الناس اجتمعوا علی ابی بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی الی ان وقع امر الحکمین فی صفین وتسمی معاویۃ یومئذ بالخلافۃ ثم اجتمع الناس علی معاویۃ عند صلح الحسن ثم اجتمعوا علی ولدہ یزید ولم ینتظم للحسین امر بل قتل قبل ذلک

خلافت کی ترتیب یون ہے کہ لوگون نے ابو بکر پر اجماع کیا رتو وہ پہلے خلیفہ

ہوے پھر عمر پھر عثمان پھر علیؑ یہانتک کہ تحکیم کا مسئلہ پیش آیا، اُسوقت معاویہ نے خلافت کا ادعا کر لیا لیکن لوگون کا اجماع اُنکی خلافت پر حسنؑ کی صلح کے موقع پر ہوا اور اُسکے بعد یزید کی خلافت پر اجماع ہوا حسینؑ کے لئے امامت حاصل نہ ہو سکی بلکہ وہ اسکے قبل ہی قتل ہو گئے (لہذا انھین خلفا مین شمار نہین کیا جا سکتا)

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی کا قول بھی شرح صحیح بخاری مین حدیث کی شرح مین یون ہی ہو اور اس سے صاف ظاہر ہو کہ یزید کی خلافت صحیح و جائز اور حق بجانب تھی اور ان دونون زمہ دار حفاظ و امامان اہل سنت کی تحریر کے بعد اس مین شک و شبہہ کی گنجائش باقی نہین رہتی اور اسی یزید کی خلافت تسلیم کرانے کے لئے حسینؑ بن علیؑ قتل کئے گئے جس کے بعد قدرتی نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ لوگ اُس مذہب کے نام لیوا تھے جس مین یزید کی خلافت صحیح و جائز ہے اور اُن کو شیعہ فرقہ سے کوئی تعلق نہ تھا۔

قاتلان حسین کے مذہب پر تاریخی شواہد و نصوص

تاریخی اوراق اُن نصوص و شواہد سے چھلک رہے ہین جنسے قاتلان امام حسینؑ کا مذہب پردہ ہو کر سامنے آجاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُس جماع سے علیحدہ نہ تھے جو کثرت کی صورت مین ہمیشہ سے سواد اعظم کا مصداق رہا ہے تفصیل کے لئے ایک طویل وقت و فرصت کی ضرورت ہو لیکن بغیر کسی مخصوص تتبع اور کوشش

Presented by Ziaraat.Com

جو شواہد پیش نظر ہیں انھیں کو قلم برداشتہ فہرست کے طور پر درج کر دینا کافی معلوم ہوتا ہے

(۱)

وہ وقت کہ جب مسلم بن عقیل کوفہ میں آکر فرزند رسول کی بیعت لے رہے ہیں اور بنی امیہ کے مظالم سے گھبرائی ہوئی خلقت اس موقع کو غنیمت جانکر ٹوٹ پڑی ہے اور نعمان بن بشیر جو کوفہ کا حاکم ہے اپنی فطری صلح پسندی کے باعث طرح دے رہا ہے عین اسی موقع پر ایک خط جاتا ہے کوفہ سے یزید کے پاس جس کی عبارت یہ ہے۔

اما بعد فان مسلم بن عقیل قد قدم الکوفۃ فبایعتہ الشیعۃ للحسین بن علی فان کان لک بالکوفۃ حاجۃ فابعث الیہا رجلا قویا ینفذ امرک ویعمل مثل عملک فی عدوک فان النعمان بن بشیر رجل ضعیف او ھو یتضعف۔

مسلم بن عقیل کوفہ آئے ہیں اور شیعوں نے انکے ہاتھ پر حسین بن علیؑ کی بیعت کی ہے۔ اگر آپکو کوفہ میں اپنی سلطنت قائم رکھنا ہے تو ایک طاقت ور شخص کو یہاں مقرر کیجیے جو آپکے حکم کو نافذ کرے اور دشمن کے ساتھ وہ سلوک کرے جو آپ خود اگر ہوتے تو کرتے اسلئے کہ نعمان بن بشیر (جو کوفہ کا حاکم ہے) وہ فطرۃً کمزور ہے یا کسی وجہ سے کمزوری کر رہا ہے۔

اس مضمون کے لکھنے والے تین آدمی ہیں (۱) عبداللہ بن مسلم بن سعید

Presented by Ziaraat.Com

حضرمی حلیف بنی امیہ (۲) عمارہ بن عقبہ (۳) عمر بن سعد بن ابی وقاص یزید نے
اس خط کو دیکھکر اُن واقعات کے بعد جو سابق مین نظر سے گذر چکے ہین جنمین ان
ابنِ زیاد کے نام لکھا اُسکی عبارت قابلِ دید ہی۔

اما بعد فانہ کتب الی شیعتی من اھل الکوفۃ یخبرونی ان ابن عقیل
بالکوفۃ یجمع الجموع لشق عصا المسلمین فسر حین تقرأ الخ

میرے پاس میرے شیعون نے جو کوفہ کے رہنے والے ہین یہ لکھا ہی کہ ابن عقیل
کوفہ مین تجھے جمع کرکے مسلمانون کی متحدہ بنی بنائی بات کو بگاڑنا چاہتے ہین پس
تم فوراً وہان جاؤ اور مسلم پر قابو حاصل کرکے سزا دو (طبری ج ۶ ص ۱۹۹ ـ ۲۰۰)

محترم ناظرین! پہچان تو لیا ہوگا یہ عمر سعد کون ہے جسکی خط کے لکھنے والون
نے ہی، بیشک یہ وہی سپہ سالار ہے جو حسینؑ بن علیؑ کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔
جس نے سب سے پہلا تیر لشکر حسینؑ کی طرف رہا کیا تھا (طبری ج ۶ ص ۲۴۵)

اُسکی یہ لفظین کہ بایعتہ الشیعۃ الحسین بن علیؑ شیعہ جماعت نے مسلم کے
ہاتھ پر حسینؑ کی بیعت کرلی ہے" صاف بتلاتی ہین کہ اس شخص کو جماعت شیعہ سے کوئی
تعلق نہ تھا اور پھر یزید کی یہ تحریر کہ کتب الی شیعتی من اھل الکوفۃ مجھ کو میرے
شیعون نے کوفہ سے لکھا ہے، بتلا رہی ہین کہ یہ شخص یزید کا شیعہ اور اُسکی خلافت کو تسلیم
کرنے والی جماعت سے تھا، اب اس کا فیصلہ ہمارے مضمون کی گذشتہ قسط دیکھنے والے
ناظرین کے ہاتھ ہی کہ اُسکا تعلق کس فرقہ کے ساتھ ہو سکتا ہی؟

Presented by Ziaraat.Com

(۳)

حسینؑ بن علیؑ مکہ سے روانہ ہوکر کوفہ کے قریب پہنچ گئے ہیں اور حصین بن تمیم کے حکم سے حوفا دسیہ تک ناکہ بندی کے لئے مقرر تھا زیاد نے یہ سنا تو ایک ہزار کی فوج کے ساتھ سدراہ ہونے کے لئے آیا ہے اور حرؑ کے ساتھ ساتھ ہے کہ حضرت کو مدینۂ رسول واپس نہ جانے دے اور پیچھے چلتے چلتے قادسیہ تک پہنچا اسی وقت ایک مسلح ناقہ سوار کوفہ کی طرف سے آتا ہوا دکھائی دیا جس کا دونوں طرف کے لوگ بےچینی سے انتظار کرنے لگے جب وہ قریب پہونچا تو اس نے حر اور اصحاب حر کو تو سلام کیا لیکن حسینؑ بن علیؑ اور انکے اصحاب کو سلام نہیں کیا۔ وہ ابن زیاد کا خط لایا تھا حر کے نام جس میں لکھا تھا کہ "میرا خط پہونچتے ہی حسینؑ کے ساتھ سختی شروع کر دینا اور انکو ایسی جگہ اترنے دینا جہاں ان کے لئے کوئی محفوظ جائے پناہ نہ ہو اور نہ پانی ہی نزدیک موجود ہو"

امام حسینؑ کے ساتھیوں میں سے یزید بن زیاد بن مہاجر ابو الشعثاء الکندی نے خط لانے والے کو پہچانا اور پکار کر کہا کہ

"کیا مالک بن نسیر بدی ہے"

اس نے کہا "ان میں وہی ہوں" ابو الشعثاء نے کہا تکلتک امک ماذا جئت فہ خذا تجھے غارت کرے۔ یہ تو کس کام کے لئے آیا ہے؟

Presented by Ziaraat.Com

اُس نے جو ابیا و ماجت فیہ اطاعت امامی و وثیت بمیقتی ہین" اس کام کو آیا ہون؟ مین نے اپنے امام کی اطاعت کی اور بیعت کو پورا کیا؟ ابوالشعثاء نے کہا کہ

عصیت ربک واطعت امامک فی ھلاک نفسک کسبت العار والنار قال اللہ عزوجل وجعلنا منھم ائمۃ یدعون الی النار ویوم القیمۃ لاینصرون فھو امامک ۔

تو نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی اور اپنے امام کی اطاعت کر کے اپنی ہلاکت کا سامان کیا، تو نے دنیا کی فضیحت اور عذاب آخرت دونون کو مول لے لیا، اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ ایسے امام بھی ہین جو لوگون کو آتش جہنم کی طرف دعوت دیتے ہین اور روز قیامت اُن کا کوئی مددگار نہوگا، ان مضمون سے بیشک وہ تیرا امام ہے (طبری ج ۶ ص ۲۳۲)

یہ مالک بن نسیر کون ہے؟ یہ وہی ہے کہ روز عاشور جب فرزند رسولؐ زخمون سے چور ہو کر زمین پر تشریف لا چکے تھے تو وہ شقی یا اور حضرت کے سر اقدس پر تلوار لگائی جو عمامہ کو کاٹ کر سر مین اتری اور تمام عمامہ خون سے تر ہو گیا۔ طبری مین اس واقعہ کا تذکرہ حسب ذیل عبارت مین ہے۔

"مکث الحسین طویلا من النھار کلما انتھی الیہ رجل من الناس انصرف عنہ وکرہ ان یتولی قتلہ وتعظیم اثمہ عندہ

Presented by Ziaraat.Com

ان رجلا من کندۃ یقال لہ مالک بن النسیر من بنی بدآ فلاد
فضرب علی راسہ بالسیف وعلیہ برنس لہ فقطع البرنس واصاب
السیف راسہ فادمی راسہ فامتلأ البرنس دما فقال لہ الحسین
لا اکلت بھا ولا شربت وحشرک اللہ مع الظالمین (ج ۶ ص ۲۵۶)

اُس کا یہ کہنا کہ اطاعت امامی وقت بیعتی صاف بتلا رہا ہے کہ وہ
یزید کو امام وقت سمجھتے ہوئے اُسکی بیعت کا پابند تھا اور یہ شیعہ مذہب سے اُسکی
بے تعلقی اور دوسری جماعت سے وابستگی کی بہترین دستاویز ہے۔

اُسکے مقابلہ میں ابو الشعثاء کا یہ جواب کہ وہ اُن ائمہ میں سے ہے جو
نار جہنم کی طرف دعوت دیتے ہیں عقیدۂ تشیع کا پورا مظاہرہ ہے اور اس مقابلہ
سے ظاہر ہے کہ کون جماعت کس فرقہ سے تعلق رکھتی تھی؟

(۳۰)

فرزند رسولؐ کربلا میں پہونچے اور دشمنوں نے محاصرہ کر لیا ساتویں تاریخ
قاصد آتا ہے اور ابن زیاد کی طرف سے عمر سعد کو یہ خط دیتا ہے۔

اما بعد فحل بین الحسین واصحابہ وبین الماء ولا یذوقوا
منہ قطرۃ کما صنع بالتقی الزکی المظلوم امیر المومنین عثمان بن عفان

حسینؑ اور اصحاب حسینؑ کے سامنے پانی کی طرف سد راہ ہو جاؤ اور انکو

Presented by Ziaraat.Com

ایک نظر دیکھنے کو بھی نہ پائے جیسا کہ تقی زکی مظلوم امیر المومنین عثمان بن عفان کے ساتھ سلوک کیا گیا تھا (طبری ج ۷ ص ۳۴۲)

ابو حنیفہ احمد بن داؤد دینوری متوفی ۲۸۱ھ نے بھی اپنی کتاب اخبار الطوال طبع مصر ۱۹۵۱ء میں اس عقد کو حسب ذیل لفظوں میں نقل کیا ہے۔

"اجمع الحسین واصحاب الماء فلاثین وقوامت حسوتکا فضوا بالتقی عثمان بن عفان"

کہاں ہیں قاتلان حسینؑ کو شیعہ کہنے والے آئیں اور انکھیں کھول کر اپنے امام اور حافظ محمد بن جریر طبری کی تحریر پر نظر ڈالیں اور پھر تبلائیں کہ قاتلان حسینؑ کا مذہب کیا تھا؟ حضرت عثمان کی مظلومیت کا مرثیہ خوان کون ہو سکتا ہے؟ حضرت عثمان کو امیر المومنین کون کہتا ہے؟ حضرت عثمان کے خون کا بدلا لینے کا خواہش کس کو پہنچتا ہے؟

اگر شیعہ انہی عقائد کے رکھنے والوں کا نام ہے جیسا کہ علامہ ابن حجر مکی نے تمام اُن احادیث کو جن میں شیعوں کی مدح ہے اپنی جماعت پر چسپاں کرنے کی فکر کی ہے (دیکھو صواعق محرقہ طبع مصر ص ۹۴ و ۹۵) تو ہمیں بھی یہ کہنے میں عذر نہیں کہ قاتلان امام حسین علیہ السلام شیعہ تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

نوین محرم کی شام اور عمر سعد کا اپنے لشکر کو حکم دینا کہ فوج حسینؑ پر حملہ کردو

اور سید الشہداء کا حضرت عباسؑ کو حکم دینا کہ وہ فوج کے سامنے جاکر انکا مقصد

معلوم کریں وہ وقت ٹھاکر حضرت عباسؑ بیس سواروں کی جمعیت لیکر دشمن کے

بڑی دل لشکر کے سامنے گئے اور دریافت کیا کہ یہ بے وقت کی شیخی کیسی ؟

جواب ملا " امیر کا حکم ہے کہ تم لوگ اطاعت قبول کرو اور یا فیصلہ کن جنگ ہو جائے "

جناب عباسؑ یہ سنکر کہ میں امام حسینؑ سے جاکر عرض کرتا ہوں۔ وہاں سے ہٹے اور وہ جماعت

کہ جو آپکے ساتھ تھی وہیں کھڑی رہی حبیب بن مظاہر نے اس موقع کو غنیمت جانا اور

چاہا کہ فریق مقابل کے سامنے تبلیغ و موعظہ کے فرض کو انجام دیں اور یوں تقریر شروع کی

" یاد رہے خدا کی قسم بدترین قوم وہ ہوگی جو روز قیامت خدا کا سامنا کریگی

اس حالت میں کہ اس نے نبی کی ذریت کو قتل کیا ہوگا اور انکی عترت کا خون

بہایا ہوگا اور انکے ساتھ ان عابد و زاہد خدا کے بندوں کو جو پچھلے پہر عبادت خدا

کرتے اور جن کی زبانیں ذکر الٰہی کے ساتھ متحرک رہتی ہیں بے گناہ قتل کیا ہوگا "

عزرۃ بن قیس احمسی جو فوج مخالف میں تھا اس نے مذاق کے طور پر کہا

" حبیب جہاں تک بنتا ہے تم اپنی تعریف ضرور کرتے ہو کہ میں بڑا

عابد و متہجد گذار ہوں "

Presented by Ziaraat.Com

زہیر ابن قین نے پکار کر کہا عمرہ اس میں حسد بے کار کا ہے۔ خدا ہی نے
اُسکے نفس کو آراستہ کیا ہے اور اُس کو راہ راست کی طرف ہدایت کی ہے۔
عزیز میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ خدا سے خوف کرو اور خدا نکردہ اس قوم
اس جماعت میں سے رہو کہ جو گمراہ ہے کر بے گناہ نفوس کے قتل کا ارتکاب کر رہی ہے
عزرہ بن قیس یہ سنکر زہیر کی طرف مڑ گیا اور کہا۔

یا زہیر ما کنت عندنا من شیعۃ اھل ھذا البیت انما

کنت عثمانیا۔

اے زہیر تم ہو۔ تم تو ہماری دانست میں اس خاندان کے شیعوں میں
سے نہ تھے بلکہ عثمانی مذہب رکھتے تھے۔

زہیر نے کہا۔

اولا تستدل بموقفی ھذا انی منھم الخ

اچھا اب تو میرے یہاں ہونے سے تم سمجھ گئے کہ میں شیعیان اہلبیت میں سے
ہوں یاد رکھو کہ میں نے امام حسینؑ کو نہ کبھی کوئی خط بھیجا تھا نہ کوئی قاصد روانہ
کیا تھا اور نہ کبھی نصرت کا وعدہ کیا تھا لیکن راستہ میں اتفاق سے مجھ سے اُنسے
ملاقات ہو گئی اسوقت مجھے رسالتمآبؐ کا اور اُس تعلق کا جو ان کو حضرت رسولؐ سے
ہے خیال آگیا اور مجھکو معلوم ہوا کہ وہ اپنی دشمن جماعت یعنی تمہارے گروہ کی نصرت
میں اسوقت میں نے دل پر پتھر کی رکھ لی مدد کرنی اور انکے انصار میں

Presented by Ziaraat.Com

اپنی جان کو ان پر سے فدا کردیں خدا اور رسول کے ان حقوق کی نگہداشت کیلئے جنھیں تم نے ضائع و برباد کر دیا ہے (طبری ج ۶ ص ۲۱۶)

"تم تو شیعہ جماعت نہ تھے بلکہ عثمان کے ماننے والوں میں سے تھے"

صریحی دلیل ہو کہ یہ طے شدہ امر تھا کہ اسوقت جو حسینؑ کا ساتھ دے شیعہ جماعت سے ہو اور وہ لوگ جو انکے مقابل میں تلوارین کھینچے ہوئے ہیں عثمانی المسلک اور مخالف تشیع ہیں اور نوفل کا یہ مقولہ کہ "اب تو میرے یہاں ہونے سے سمجھے کہ میں شیعۂ اہل بیت ہوں" وہ بھی اسکا زبردست مؤید ہے۔

(۵)

روز عاشور جبکہ جنگ چھڑ چکی ہو اور انصار حضرت سید الشہداء کی ایک کافی تعداد قتل ہو چکی ہے اسوقت یزید بن معقل قبیلہ بنی عمیرۃ بن ربیعہ میں سے لشکر عمر سعد کی صف سے باہر نکلتا ہے اور بریر بن خضیر کو آواز دیکر کہتا ہو۔

"کیف تری اللہ صنع بک" دیکھتے ہو خدا نے تمھارے ساتھ کیا سلوک کیا۔

یہ سنکر بریر نے جو اصحاب حضرت سے تھے جواب دیا "صنع اللہ واللہ بخیرا وصنع اللہ بک شرا" میرے ساتھ تو خدا نے اچھا ہی اچھا سلوک کیا، بے شک تیری بڑی بری درگت لگائی"

یزید نے کہا۔

Presented by Ziaraat.Com

کذبت وقبل الیوم ما کنت کذّابا ھل تذکر وانا اماشیت فی بنی لوذان وانت تقول ان عثمان بن عفان کان علی نفسہ مسرفا وان معاویۃ بن ابی سفیان فضلک مفضل وان امام الھدیٰ والحق علی بن ابی طالب۔

تم تو جھوٹ کہہ رہے ہو اگرچہ اسکے قبل تم کبھی جھوٹ بولتے نہ تھے۔ اچھا تمھین یاد ہے جب مین تمھارے ساتھ بنی لوذان کی جماعت مین جارہا تھا اور تم حضرت عثمان کے متعلق کہہ رہے تھے کہ (معاذ اللہ) وہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والے یعنی خصیت کار شخص تھے اور معاویہ بن ابی سفیان گمراہ اور دوسرے کو گمراہ کرنیوالا ہے اور سچے امام اور رہنما اگر ہین تو وہ صرف علی بن ابی طالب۔

بریر نے کہا "بیشک میرا مذہب یہی تھا اور اب بھی مین اپنی بات پر قائم ہون"

یزید بن معقل "فانی اشھد انک من الضالین" مین گواہی دیتا ہون کہ تم گمراہ ہو

بریر "اچھا تو یہ تدبیر نہ کرو کہ ہم اور تم مباہلہ کرین اور خدا سے دعا کرین کہ وہ کاذب پر لعنت کرے اور جو باطل پر ہو وہ دوسرے کے ہاتھ سے قتل ہو پھر اُس کے بعد مین نکلکر تمھارے ساتھ جنگ کرون"

بریر۔ اچھا یونہی سہی۔

مباہلہ ہوا اور دونون نے دعا کی کہ بارالہا جو حق پر ہو وہ دوسرے کو قتل کرنے مین کامیاب ہو اسکے بعد آپس مین تلوار چلنے لگی۔ یزید نے ایک وار بریر پر کیا

Presented by Ziaraat.Com

اوچھا پڑا اور کوئی صدمہ بریر کو نہ پہونچا، بریر کی جو باری آئی تو ایک تلوار لیکر گئی جو مستفر کر کاٹتی ہوئی کاسۂ سر تک پہونچی اور وہ گھوڑے سے گرا اس طرح کہ تلوار بریر کی اُسکے سر میں قائم تھی، اور بریر نے اطمینان کے ساتھ تلوار کو اس طرح کھینچا (طبری ج ۶ ص ۲۴۲)

اب تو معلوم ہوا کہ انصار حضرت سید الشہداء کا مذہب کیا تھا اور تاریخ اس فرقہ سے تعلق رکھتی تھی؟

مجھ کو یہ لکھکر مسرت محسوس ہو رہی ہے کہ میں جو کچھ لکھ رہا ہوں وہ اپنی زبان سے نہیں اور نہ اپنا طمطراق بلکہ وہ ایک مسلم امام فن اور حافظ اہلسنت کی تاریخی تحقیق ہے جسکے دیکھنے کے لئے دیدۂ بینا کی ضرورت ہے۔

مباہلہ کا نتیجہ تاریخ کے اندر غیر مبہم لفظوں میں سامنے موجود ہے اور جس بات پر مباہلہ ہوا تھا وہ کبھی بغیر کسی گنجلک کے پیش نظر ہے، اس سے حق و باطل کا نقشہ بھی بغیر کسی حجاب کے سامنے آجاتا ہے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ حق کس طرف تھا اور کیونکر ظاہر ہوا۔

بریر لڑ بھڑ کر قتل ہو گئے اور قاتل کعب بن جابر بن عمرو ازدی، فتح و ظفر کی مسرت اور جائزہ و انعام کے خوشگوار توقعات کے ساتھ واقعہ کربلا کے بعد اپنے گھر

Presented by Ziaraat.Com

کرنہ واپس گیا۔ لیکن اُسکی بیوی یا بہن نوار بنت جابر نے کہا "تو نے فرزند فاطمہ زہرا کے قتل مین شرکت کی اور سید القراء ابرار کو اپنے ہاتھ سے قتل کرکے بڑا غضب کیا اب مین تجھ سے کبھی بات نہ کرونگی"

اُس موقع پر کعب بن جابر نے جو اشعار نظم کئے ہین وہ درج ذیل ہین۔

سلی تخبری عنّی وانت ذمیمۃ غداۃ حسین والرماح شوارع

لوگون سے دریافت کر تجھے معلوم ہوگا میرا حال حسینؑ والے دن جبکہ نیزے جنگ کے لئے سیدھے ہو چکے تھے۔

الم ترنی اعطی المنیۃ حقہا علی غہ اۃ الروع ما انا صانع

کیا مین نے بہترین طریقہ پر انجام نہین دیا اُس امر کو جس کا تجھ کو صدمہ ہے اور عالم جنگ مین اُس کارنمایان کے انجام دینے مین مجھ سے کوئی کوتاہی نہین ہوئی

معی بیضۃ لم تخن کعوبہ وابیض محشوب الفرارین قاطع

میرے پاس ایسا نیزہ تھا جس نے میدان جنگ مین دغا نہین کی اور تلوار تھی کہ جس کی دھار تیز اور کاٹ دار تھی۔

فجرّدتہ فی عصبۃ لیس دینہم بدینی وانّی بابن حرب نقانع

مین نے اُس تلوار کو کھینچ لیا ایسی جماعت کے قتل کے لئے کہ جن کا مذہب میرے مذہب سے جداگانہ ہے اور میرا دار و مدار تو ابوسفیان کی اولاد پر ہے۔

ولم ترعینی مثلہم فی زمانہم ولا قبلہم فی الناس اذ انا یافع

Presented by Ziaraat.Com

اس مین شک نہین کہ میری آنکھ نے اُن لوگون کے ایسے لوگ نہ دیکھے تھے اُنکے زمانہ مین اور نہ اُنکے پہلے اُسوقت کہ جب میری نوجوانی تھی۔

اشد قراعا بالسیوف لدی الوغا　　الاکل من یحمی لذمار مقارع

تمام دنیا سے زیادہ جنگ کے موقع پر سخت شمشیر زنی کرنے والے مین اور بیشک جو اپنی ذمہ داری کی حفاظت کرنے والا ہوگا وہ اسی طرح شمشیر زنی کریگا۔

وقد صبروا للطعن والضرب حسرا　　وقد نازلوا الوان ذی یجب نافع

وہ نیزہ و شمشیر کھانے کے لئے زمین پر اتار کر مقابلہ پر کھڑے رہے اور جنگ بھی خوب کی لیکن قلت تعداد اور دشمن کی قوت کے سبب سے اُن کو جنگ سے فائدہ کب پہونچ سکتا تھا۔

فابلغ عبید اللہ اما لقیته　　بانی مطیع للخلیفة سامع

کر کی میرا پیغام ابن زیاد سے نکر پہونچا دے کہ مین بجان و دل خلیفۂ وقت کا مطیع و تابع فرمان ہون (طبری ج ۶ ص ۲۴۷ - ۲۴۸)

"ایسی دنیم بد بینی کا فقرہ تبلا رہا ہے کہ اس کا مذہب انصار امام حسینؑ کے مذہب کے خلاف ہے اور انصار امام حسینؑ کے مذہب کی تصویر اُس عقیدہ مین صاف نظر آرہی ہے جس کا مباہلہ کے موقع پر بریر نے اعلان کر دیا۔ اگر سواد اعظم اسلام اسی عقیدہ کا متقد ہی کہ جس کا بریر نے اظہار کیا تو یونہی سہی اور اگر وہ اُس عقیدہ کے خلاف ہو تو پھر قاتلان امام حسینؑ کا مذہب بھی معلوم۔

(۷)

ابو اصحاب امام حسینؑ میں سے نفع بن ہلال جملی جنگ کے لئے نکلے اور وہ یہ رجز پڑھ رہے تھے۔

(انا الجملی انا علی دینہ علی)

"میں قبیلہ نبی جمل میں سے اور علی کے مذہب پر ہوں"

ایک شخص مقابلہ پر نکلا جس کا نام مزاحم بن حریث تھا اس نے کہا انا علی دین عثمان "میں تو عثمان کے مذہب پر ہوں"

نافع نے کہا "انت علی دین نعثل" یہ سنکر حملہ کیا اور اسے

قتل کر ڈالا (طبری ص ۳۴۶)

لے لیجئے! ابتدا تاریخ نے کوئی قسم باقی نہیں رکھا، طرفین کے مذہب کو آج روشنی کے ساتھ پیش کر دیا ہے نہ شک نہ شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہی۔

(۸)

عین موقع جنگ پر لشکر عمر سعد میں عمرو بن الحجاج نے کھڑے ہو کر آواز دی

یا اھل الکوفۃ الزموا طاعتکم و جماعتکم ولا ترتابوا فی قتل من

مرق من الدین وخالف الامام

Presented by Ziaraat.Com

سے اہل کوفہ امیر کی اطاعت اور اپنی متفقہ رائے پر سختی سے قائم رہو
اور کوئی شک نہ کرو ان لوگوں کے قتل میں جو مذہب سے نکل گئے ہیں اور امام
کی مخالفت کر رہے ہیں۔

امام حسینؑ نے یہ آواز سنی اور فرمایا "اے عمرو بن الحجاج تو میری جنگ
کے لئے لوگوں کو آمادہ کر رہا ہے کیا ہم مذہب سے نکل گئے اور تم مذہب پر قائم ہو
خدا کی قسم جب یہ چند روزہ زندگی ختم ہوگی اور موت کا مزہ چکھو گے اس وقت
معلوم ہوگا کہ کون مذہب سے نکلا تھا اور کون آتش جہنم میں سزا پانے کا مستحق ہوا"

(طبری ص ۳۴۹)

اب کوئی بتلائے کہ وہ کون سا مذہب ہے جس سے علیحدہ ہونے کا الزام حسینؑ
و اصحاب حسینؑ کو دیا جا رہا ہے اور یزید کی امامت کو تسلیم کرتے ہوئے مخالفت امام
کا الزام تاریخ الخلفاء سیوطی کی رو سے میں کس جماعت کی طرف سے عائد کیا
جا سکتا ہے؟!!

فرزند رسولؐ شہید ہو چکے اور حرم رسالت کے مخدرات اسیر ہو کر دربار ابن زیاد
میں لائی گئیں اور ابن زیاد نے اذن کرایا کہ لوگ مسجد جامع میں جمع ہوں، اس
موقع پر ابن زیاد نے منبر پر جا کر جو تقریر کی ہے اسکا انتخابی حصہ یہ ہے کہ:

Presented by Ziaraat.Com

الحمد للہ الذی اظہر الحق واہلہ ونصر امیر المومنین یزید
بن معاویۃ وخزبہ وقتل . . . الحسین بن علی وشیعتہ

"خدا کا شکر جس نے حق اور اہل حق کو فتح عنایت کی اور خلیفۂ وقت یزید بن معاویہ اور اُنکے گروہ کی مدد کی اور حسینؑ بن علیؑ کو اُنکے شیعوں سمیت قتل کیا" (طبری ص ۲۶۳)

اِس سے بھی صریحًا ظاہر ہے حسینؑ کے ساتھ قتل ہونیوالی جماعت شیعہ تھی اور اُن کے قتل کرنے والے اس جماعت سے تعلق نہ رکھتے تھے بلکہ وہ اُسکا مذہب کے نام لیوا تھے جیسے ابن زیاد حق کہتے ہوئے اُسکی فتح پر شکر ادا کر رہا ہے اور وہ یزید کو امیر المومنین اور خلیفۂ حق سمجھنے والی جماعت میں داخل تھے۔

شہدائے راہ خدا کے سر ابن زیاد کی حکم سے عمر بن قیس کے ساتھ ایر شام یزید بن معاویہ کے پاس بھیجے گئے اور زحر نے دربار میں آکر فتح و نصرت کی مبارکباد دیتے ہوئے کربلا کا واقعہ اس طرح بیان کرنا شروع کیا۔

ابشر یا امیر المومنین بفتح اللہ ونصرہ ورد علینا الحسین بن علی فی ثمانیۃ عشر من اھل بیتہ وستین من شیعتہ فسرنا الیھم فعاجلناھم ان یستسلموا ویفزلوا علی حکم الامیر عبید اللہ بن زیاد والقتال فاختاروا القتال

Presented by Ziaraat.Com

على الاستسلام فحدونا عليهم مع شروق الشمس فاحطنا بهم من كل
ناحية حتى اذا اخذت السيوف مأخذها من هام القوم تهافتوا
الى غير رزية ويبوذون منا بالاكمام والحفر لواذا كالاذ الحمائم من
صقر فوالله يا امير المومنين ما كان الا جزر جزورا . نومة قائل حتى
اتينا على آخرهم فهنالك اجسادهم مجردة وثيابهم مرملة وخدودهم
معفرة تصهرهم الشمس وتسفي عليهم الريح زوارهم العقبان
والرخم

خوش ہو جیے اے امیر المومنین خدا کی فتح و نصرت سے آپکو معلوم ہونا
چاہیئے کہ حسینؑ بن علیؑ ہمارے سامنے آئے اور اُنکے ساتھ اٹھارہ آدمی تھے
اہلبیت مین سے تھے اور ساٹھ آدمی اُن کے شیعون مین سے۔ ہم نے اُنسے مطالبہ
کیا کہ یا تو وہ تابع فرمان ہو جائین اور امیر عبید اللہ بن زیاد کے حکم کو تسلیم کرلین
اور یا جنگ کرین مگر ان لوگون نے جنگ کو اختیار کیا۔ آفتاب نکلنے کی دیر تھی کہ
ہم اُنکی جنگ کے لئے چڑھ دوڑے اور ہر طرف سے اُنکا محاصرہ کر لیا۔ یہانتک
کہ جب اُنکے سرون پر ہماری تلوارون نے پورا قابو پا لیا تھا تو اونکی یہ حالت
تھی کہ وہ چارون طرف بھاگتے پھر رہے تھے۔

(جتنا چاہے ظالم جھوٹ بول لے، امیر شام کا دربار ہو اور زبان تیرے
دہن مین اور کوئی ٹوکنے والا موجود نہین)

Presented by Ziaraat.Com

لیکن کمین بناد نہ ملتی تھی اور وہ بہاڑیون اور گڑھون مین چھپتے پھر رہے
تھے مسی طرح جیسے کبوتر باز شکاری سے چھپتے پھرتے ہین - خدا کی قسم ای امیر المومنین
بس اتنی دیر لگی تھی کہ جیسے قصاب گوسفند کو ذبح کرے یا دوپہر کو کسی کی آنکھ لگ کر
کھلجائے کہ ہم نے انکی پوری جماعت کو کاٹ کر ڈالدیا اب یہ منظر آپ کے پیش نظر ہے
کہ انکے جسم بے جان پڑے ہین - اور انکے کپڑے خاک مین اٹے اور انکے رخسارے
بھرے ہین آفتاب پوری تمازت کے ساتھ انکے بدن پر چمک رہا ہے اور ہوا کے جھونکے
مٹی اڑا اڑا کر انپر ڈال رہے ہین اور طائران ہوا انکے گرد جمع ہین

جبرئیل کے راوی کا بیان ہے (اگرچہ ہم کو اس کا یقین نہین کہ اس راوی نے
مرقع کا تصور کرکے یزید کی آنکھون مین آنسو بھر آئے (ص ۲۶۹)

ابو حنیفہ دینوری کی کتاب الاخبار الطوال ص ۲۵۶ اور دمیری کی کتاب
حیوۃ الحیوان ج ۱ ص ۵۳ مین بھی یہ تقریر موجود ہے لیکن راوی اسکی شمر بن ذی الجوشن
کی طرف نسبت دی گئی ہے جو دور از قیاس نہین ہے

ہمارا مطلب اس جملے سے ہے کہ ستین من شیعتہ یعنی حسینؑ کے ساتھ
اٹھارہ انکے اہلبیت اور ساٹھ انکے شیعہ تھے اب تو معلوم ہوا کہ حسینؑ کے قدم بہ
اس ثبات قدم و استقلال کے ساتھ جس کی نظیر پیش کرنے سے تاریخ قاصر ہے جان
کرنے والے شیعہ ہی تھے اور وہ کثیر التعداد جماعت کربلا حسینؑ کے لئے جمع ہوئی
تھی شیعیت سے کوئی واسطہ نہ رکھتی تھی -

Presented by Ziaraat.Com

(۱۱)

قتل حسینؑ کی خبر شخنہ ابن زیاد کی طرف سے مختلف اطراف میں بھیجی جا رہی ہے جن میں سے عبدالملک بن ابی الحارث سلمی قاصد بنا کر مدینہ بھیجا گیا کہ وہ عمرو بن سعید بن العاص کو جو اس وقت یہ مدینہ کا حاکم تھا اس واقعہ کی خبر کرے۔

قاصد پہنچا اور حاکم مدینہ کو واقعہ سے مطلع کیا۔ اس نے کہا کہ اچھا جا کر مدینہ کے گلی کوچوں میں اس کا اعلان کر دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ عبدالملک ناقل ہے۔

فما سمع واللہ واعیۃ قط مثل واعیۃ نساء بنی ھاشم فی دورھن علی الحسینؑ

"میں نے آج تک ایسا کہرام نہیں سنا تھا جیسا بنی ہاشم کی عورتوں میں گھروں کے اندر حسین پر کہرام برپا ہو گیا تھا۔"

یہ دیکھ کر عمرو بن سعید ہنسا اور عمرو بن سعید یکرب کا یہ شعر مثالاً پڑھا۔

عجت نساء بنی زیاد عجۃ کعجیج نسوتنا غداۃ الارنب

یعنی آج ان عورتوں کو اسی طرح رونا پڑا ہے جیسے ہماری عورتیں ایک وقت میں رو چکی ہیں۔ پھر کہا کہ ھذہ واعیۃ بواعیۃ عثمان بن عفان

ص ۲۶۸

یہ کہرام بدلے میں ہے اس کہرام کے جو عثمان بن عفان کے قتل سے ہوا تھا (طبری)

ہاں بے خبر دنیا چند روز کے لئے ہنسا رہی ہے تو ہنس لے لیکن یاد رکھ کہ اس کا نتیجہ سر پیٹ کر رونے کے سوا کچھ نہیں۔ عثمان کے خون کا بدلہ حسینؑ سے؟!

Presented by Ziaraat.Com

اچھا یون ہی سہی لیکن یاد رہے کہ عثمان کے بعد اُن کے قاتل پچھلے جیسے رہے اور ایک طویل عرصہ تک دنیا مین زندگی بسر کی لیکن حسینؑ کے قاتل چند ہی روز مین اس طرح نیست و نابود ہو گئے کہ اونکا نام و نشان بھی باقی نہ رہیگا۔

یہ ہین مسلمہ تاریخی شہادتین جو قاتلانِ حسینؑ کے مذہب کی ترجمانی کر رہی ہین ان کو شیعہ کہنے والے سامنے آئین اور نکالدلائل طبری میں سے ان اوراق کو جو قاتلان حسینؑ کو غیر شیعہ بتلا رہے ہین اور دریا برد کر دین اُن تاریخون کو موجودگی ہمنے بات ہین اسوقت بے شک یہ جرأت کرنے کا موقع ہے کہ وہ بھی کہدین کہ قاتلان حسینؑ شیعہ تھے۔

عام اہل کوفہ کا مذہب

یہ خیال اکثر دماغون مین گردش کرتا ہے کہ اہل کوفہ عام طور پر شیعہ مذہب رکھتے تھے کیونکہ وہ جمل صفین و نہروان مین حضرت علیؑ کے شریک جنگ اور معاون و مددگار تھے اور اس طرح جو کچھ حضرت علیؑ کو اپنے اصحاب سے تکلیفین پہونچین وہ شیعون کی سیاہ کاریان ہین اور حضرت امام حسینؑ کو جو مصائب برداشت کرنا پڑے وہ بھی انھی کے ہاتھون اور یہی وہ لوگ ہین جنھون نے امام حسینؑ کو شہید کیا اور اسکی سند مین حسب ذیل حوالے پیش کیے جاتے ہین۔

(۱) حضرت مسلم نے جب پیغام امام حسینؑ کے پاس بھیجا تھا۔ اُس مین لکھا تھا

لایزید اہل الکوفۃ فانھم اصحاب ابیک الذین تعرفی وراقتہم
بالموت او القتل۔

اہل کوفہ کے فریب میں نہ آئیے کیونکہ آپ کے والد کے یہ وہی اصحاب ہیں جنہیں بذریعۂ موت یا قتل وہ جدائی کے متمنی تھے۔"

(۲) خود حضرت نے اہل کوفہ کو مخاطب کرکے فرمایا۔

اگر شما را سے دگر گون کنید وعہد بشکنید وحمل بیعت از گردن فرو نہید قسم بجان من کہ از شما شگفت نباشد چہ پدر من علی وبرادر من حسن وپسر عم من مسلم جز این نکردند۔" (ناسخ التواریخ)

(۳) محمد حنفیہ نے جب کہ میں امام کو سفر عراق سے منع کرنا چاہا تو کہا "اے برادر جو کچھ غدر وبکر اہل کوفہ نے آپ کے پدر وبرادر کے ساتھ کیا آپ جانتے ہیں میں ڈرتا ہوں کہیں آپ سے بھی اسی طرح سلوک کریں (جلاء العیون)

لیکن مندرجہ ذیل دو تشریحوں کے بعد یہ پوری تقریر بادر ہوا ثابت ہوتی ہے

(۱) حضرت علیؑ کی بیعت کرکے آپکے ساتھ لڑائیوں میں شریک ہونیوالوں نے آپ کو رسولؐ کے بعد بحیثیت وصی برحق وخلیفۂ بلافصل بیعت کی تھی یا پہلے دوسرے تیسرے دور کے بعد بحیثیت خلیفۂ رابع کے؟

(۲) حضرت علیؑ کو خلیفۂ چہارم ہونے کی حیثیت سے امام تسلیم کرنے والا کس مذہب کا شخص ہو سکتا ہے؟

Presented by Ziaraat.Com

ارشاد و فرمان سے اور نہ یہ تمام واقعات ہمارے نظریہ کی تصدیق کرتے ہیں

تصور نہیں"

تاریخی حیثیت سے یہ امر مسلم ہے کہ حضرت علیؑ کو ظاہری خلافت کے دور میں جو تھوڑے ہی دنوں پر تقسیم کیا گیا تھا اور جو کچھ ساتھ دینے والے لوگ خوارج کوفہ کے ہوا خواہ غیر کوفہ کے اکثر و بیشتر اسی حیثیت سے آپکی اطاعت کا فرض ادا کر رہے تھے اور یہ امر اصول مذاہب کے علم کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ حضرت امیرؑ کے متعلق ہوتے نہیں خلافت کا اقرار شیعی جماعت کا عقیدہ نہیں ہے بلکہ سواد اعظم کا طرۂ امتیاز ہے۔

اسکے بعد حضرت علیؑ کو اپنے اصحاب سے جو شکایتیں پیدا ہوئیں اور جو انہوں نے صورتیں پیدا کیں انکی ذمہ داری شیعی جماعت پر عائد کرنا سخت ناانصافی ہے حقیقت اگر علیؑ یا امام حسنؑ کو شیعوں کی جماعت ملتی یعنی وہ کہ جو علیؑ کو انکے حقیقی مرتبہ کے ساتھ پہچانے ہوئے تھے تو انکی اطاعت و جان نثاری کی صورتیں مختلف ہوتیں

اب ہمارے اس بیان کی روشنی میں اگر ان فقرات کو ایک مرتبہ دوبارہ پڑھو کر ولا یغرنك اهل الكوفة فانهم اصحاب ابیك آپ اہل کوفہ سے دھوکا نہ کھائیں یہ وہی آپ کے والد کے اصحاب ہیں وغیرہ تو تمہیں نتیجہ بالکل برعکس نظر آئے گا، معلوم ہوگا کہ کوفہ میں اکثریت اس مذہب کے لوگوں کی تھی جو حضرت کو چوتھے نمبر پر مان کر حضرت کے گرد آکر جمع ہو گئے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

[illegible] قاضی نور اللہ شوستری کو کٹر شیعہ اہل کوفہ جماعت مانتے ہیں اس
غلط فہمی کی وجہ کوفی اصل خلافت اہل و عیال میں اسے "یہ" ذہنی
خیال سے چیلنج و خروج وارتین۔

اور پھر وہ اہل کوفہ کے تشیع کو ثابت کرنے میں ناکام رہے اس کے علاوہ
بہت سے تاریخی دلائل بتلاتے ہیں اور ہم نے قانون تشیع کو مذہب کوفی آق قائم
کرنے کی ثابت کر دیا ہے کہ انکو شیعہ مذہب سے کوئی تعلق نہ تھا اسکے اصل کی
اور پکڑنا بالکل بے اصل ہے۔

شیعیان کوفہ کی قتل حسینؑ سے تعلقی

کوفہ میں جماعت شیعہ کی تعداد، اہل کوفہ کے خطوط
اور رائے عام کی نوعیت، حضرت مسلم کی شہادت اور
انقلاب کوفہ کے علل واسباب، جماعت شیعہ کی بیگانہ بھی
اور اسپر تاریخی نصوص وشہادات

قتل امام حسینؑ کا الزام اس جماعت اہل کوفہ پر عائد کرنا جو امام حسینؑ کی حقیقتاً
بلانیوالی تھی، اور یہ کہنا کہ وہ شیعہ ہی تھے واقعیت سے کوسوں دور ہے اور اس خیال
کی حقیقت کو واضح کرنے کے لئے ضرورت ہے کہ صحیح تاریخ کے چند ورق پھر سے
الٹ کر مطالعہ کیا جائے۔

Presented by Ziaraat.Com

شیعہ کہ جنھین مذہبی حیثیت سے حقیقی معنی مین شیعہ کہا جا سکتا ہے اُنکی تعداد
ابتدا ہی سے بہت کم تھی لیکن دوستی اہلبیت کا دم بھرنے والے اور اولاد ابوطالب
کے مقابلہ مین حضرت علیؑ کو حقدار خلافت سمجھنے والے جنھین اُس زمانہ مین شیعہ
علی اور شیعہ اہل بیت کہا جاتا تھا اُنکی تعداد کافی تھی۔

گذرا ہے ایک وہ زمانہ کہ جب کوفہ شیعیان اہلبیت سے چھلک رہا تھا لیکن
ادھر معاویہ کا ممالک اسلامیہ پر تسلط ہوا اور کوفہ پر اپنے نامعلوم باپ کا بیٹا زیاد
حاکم مقرر ہوا اُدھر شیعیان کوفہ پر مظالم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اور عراق کی چوڑی چکلی
زمین اُنپر تنگ ہو گئی۔ اون کا ہر نفس آیندہ آنے والے خطرات کی پیشین گوئی
کرتا اور ہر دقیقہ و ثانیہ اپنے آخری ہونے کا پیغام سناتا تھا۔

ابوالحسن مدائنی نے کتاب الاحداث مین اُس زمانہ کی مرثیہ گوئی
کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

کان اشد الناس بلاء حینئذ اھل الکوفۃ لکثرۃ من بھا
من شیعۃ علی فاستعمل علیھم زیاد بن سمیۃ وضم الیہ البصرۃ
وکان یتتبع الشیعۃ وھو بھم عارف لانہ کان منھم ایام علی فقتلھم
تحت کل حجر ومدر وخافتھم وقطع الایدی والارجل وسمل العیون
وصلبھم علی جذوع النخل وطردھم وشردھم عن العراق فلم
یبق بھا معروف منھم

Presented by Ziaraat.com

معاویہ کے دور حکومت میں تمام لوگوں سے زیادہ مصیبت میں اہل کوفہ تھے اس لیے کہ وہاں شیعیان علی کثیر تعداد میں موجود تھے، ان کا حاکم بھی زیاد بن سمیہ مقرر کیا گیا اور اس نے شیعوں کو پوری جستجو کے ساتھ گرفتار کیا اور وہ تلوار بھی جو علی کے دشمنوں کو دانسی لوگوں کے ساتھ تھا، اس نے ان کو جہاں پایا قتل کیا اور ہاتھ پاؤں قطع کیے اور آنکھوں میں سلائیاں پھروا دیں اور درختوں پر سولیاں دلوائیں اور عراق سے جلاوطن کیا یہاں تک کہ کوئی مشہور و معروف شخص ان میں سے کوفہ کے اندر باقی نہیں رہا (اصلاح کافیہ ص)

اس صورت حال کے ہوتا ممکن تھا کہ کوفہ کے اندر شیعہ جماعت کے لئے کوئی نمایاں حیثیت باقی رہتی بلکہ مارے جانے سولی پانے اور جلاوطن ہونے کے بعد جو بچے کچھے اشخاص موجود بھی تھے وہ گوشوں کے اندر اور پردوں کے نیچے زندگی بسر کرنے پر مجبور تھے اور شیعیت کا نام بھی زبان پر لانا اپنے استحقاق قتل کی سزا خیال کرتے تھے۔

مثل مشہور ہے کہ "ظالم کی رسی دراز ہوا کرتی ہے" زمانہ کے ورق الٹتے رہے لیکن قدرت کو ایک طویل زمانہ تک ان بیکسوں کا امتحان لینا منظور تھا صورت حال دو ایک ماہ دو ایک سال نہیں بلکہ سیں سال تک قائم رہی جس میں بچے جوان اور جوان بوڑھے اور بوڑھے فنا ہو گئے شیعیت ایک مخصوص بامعرفت اور صاحب ایمان جماعت میں مخفی حیثیت سے پرورش پا رہی تھی اور وہ جماعت کوفہ کی اتنے بڑے

Presented by Ziaraat.Com

شہرین گمنامی کی زندگی بسر کر رہی تھی

رؤسائے عشائر اور شیوخ قبائل، ذمہ دار و با اقتدار اشخاص سب حکومت وقت کے ساختہ و پرداختہ اور اسکی خیر خواہی و وفاداری کی قسم کھائے ہوئے اور شاہی مذہب کے حلقہ بگوش و عقیدت کیش تھے

رہ گئی عام خلقت جس پر انقلابات کا دار و مدار رہتا ہے وہ بلا استثنا ہر ملک مین اور ہر جگھہ ہر کسے سکہ زند خطبہ بنامش خواند کے مطابق ہوکے رخ پر اڑنے والی اور زمانہ کے غیر معمولی حوادث سے سرعت کے ساتھ رنگ بدلنے والی ہوا کرتی ہے

ان مین ایک ایسا اچانک اثر مین جوش انگیزی کی طاقت ہو وہ انقلاب پیدا کر سکتا ہے جو پرسون کی دعوت و تبلیغ پیدا نہین کرتی -

اسکے نوشہ حکومتون کے تغیر و تبدل اور سلاطین کے عزل و نصب کیصورت مین ہمیشہ نظر سے گذرتے رہتے ہین اور وہ اکثر و بیشتر اسی قسم کی ناگہانی صورتون کا نتیجہ ہوتے ہین

بیشک بیس سال تک صورت حال ایک طرح رہنے کا سبب یہی تھا کہ اس مدت مین کوئی تازہ حادثہ رونما نہین ہوا جو رجحانات طبعی سے ٹکر اکر آنکو سیلاب کی طرح کسی خاص طرف متوجہ کر سکے -

۶۰ھ کے رجب کا مہینہ وہ تھا کہ جسمین امیر معاویہ نے انتقال کیا اور آنکا

امزد کرد خلیفہ و جانشین اُنکا بیٹا یزید ہوا ایسے ہی واقع وہ ہوتے ہین جو بر سکون
فضا مین نموج اور مطمئن سطح مین تلاطم پیدا کرتے ہین۔ فطرۃً متشخص بنی
فرمانروا کے بعد اپنے عہد یدا ل سلطنت اور تسمت کے مالک کی سابقہ زندگی اور
اُس کے اخلاق و عادات اور ذاتی خصوصیات کے متعلق معلومات حاصل کرنے
مین لذت محسوس کرتا ہے اور بیک وقت مختلف حلقون اور جماعتون مین
یہ چرچے شروع ہوجاتے ہین۔

یزید کے اخلاق و عادات اُسکی مے نوشی اور شہوت رانی، اُسکی طفلانہ
جوانی اور لہو و لعب مین سرگرمی۔ احکام شرعیہ سے آزادی اور خواہشات
نفس کی پرستاری ایسی نہ تھی جو مخفی حیثیت رکھتی ہو۔
جاننے والون کو یاد آگیا اور انجام کا نقشہ آنکھون مین پھر گیا اور نہ
جاننے والون کو اپنے کچھ مین معلوم ہوا کہ ہمارا ہونے والا خلیفہ و مالک سلطنت
اِن صفات و عادات کا شخص ہے۔

یقیناً اس کا نتیجہ تھا کہ ایک عام بےچینی، اضطراب اور نفرت و بیزاری کا جذبہ
سینون مین پیدا ہو جائے اور آن کے ساتھ آنکھین گردش کرنے لگین کہ کون ہے
جو اس آڑے وقت پر کام آئے اور اُن ذمہ داریون کو جو سلطنت و خلافت
کے ساتھ تعلق رکھتی ہین اپنے کاندھے پر اُٹھا کر اُمت اسلامیہ کو اس بدکردار
کے ہاتھ سے چھٹکارا دے۔

Presented by Ziaraat.Com

اسی کے ساتھ یہ خبریں بھی مشتہر ہوئیں کہ حسین بن علیؑ نے یزید کی خلافت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے اور وہ اسی لئے مدینہ سے مہاجرت کر کے مکہ معظمہ آ گئے ہیں اور یہ طے کر لیا ہے کہ جو کچھ بھی ہو یزید کی بیعت نہ کریں گے

اس وقت شیعوں کی اس جماعت کو جو مدتوں بیس کے طویل مدت سے طرح کے صبر آزما مظالم برداشت کرتے کرتے عاجز آ چکی تھی اور ہر وقت و ہر آن حضرت احدیت کی جانب سے کشائش و نصرت کی منتظر تھی اپنی مایوسیوں کی مدت سے چھائی ہوئی تاریکی میں امید کی شعاعیں نظر آنے لگیں اور انکے ضمیر نے آواز دی کہ اس موقع سے بہتر کوئی موقع نہ ملیگا اور اسوقت کا سکوت اپنی آنکھ سے اپنی خودکشی کا مرادف ہوگا۔

چنانچہ سلیمان بن صرد صحابی رسولؐ کے گھر میں شیعہ جمع ہوئے جنہوں نے حضرت سید الشہداء اور حضرت امام سلیمان نے جو رسالت مآبؐ کی آنکھیں دیکھے ہوئے اور امیرالمومنین علی بن ابیطالبؑ کے ساتھ لڑائیوں میں شریک رہ چکے تھے مجمع کو ان الفاظ سے مخاطب کیا۔

"معاویۃ هلك وان حسینا قد تقبض علی القوم ببیعته وقد خرج الی مکة وانتم شیعته وشیعة ابیه فان کنتم تعلمون انکم ناصروه وجاهدو عدوه فاکتبوا الیه وان خفتم الوهل والفشل فلا تغروا الرجل من نفسه"

"معاویہ کا انتقال ہوا اور حسینؑ نے یزید کی بیعت سے انکار کیا ہے اور وہ مکہ معظمہ چلے گئے ہیں آپ لوگ انکے اور انکے پدر بزرگوار کے شیعہ ہیں اگر آپ اپنے تئیں

رکھتے ہوں کہ اُنکی نصرت و مدد میں اور اُنکے دشمنوں سے جنگ میں کوتاہی نہ ہوگی
تو بسم اللہ اُنکو خط لکھیئے اور اگر سستی و کمزوری کا خوف ہو تو برائے خدا ایسے شخص
کو فریب دیکر کسی جان کو خطرہ میں نہ ڈالئے۔

الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ سیمان ایام مقررکے فرض کو ادا کرتے ہوئے
کرتے برستے الفاظ سے دینی جوش کو برانگیختہ اور الفاظ کی طاقت سے رگوں میں
خون دوڑا کر اپنے مقصد کو حاصل کرنا نہیں چاہتے بلکہ وہ مجمع سے خود اُنکے موجودہ
جوش و ولولہ کی آخری تھاہ اور موقع اقدام عمل پر اُنکی انتہائی کارفرمائی کا جائزہ لینا
چاہتے ہیں اور اسی سے ساتھ ہی موقع کی نزاکت اور آئندہ کے خطرات کا اندازہ کرانا
مقصود ہے۔ یہ امر فطری ہے کہ جذبات کی برانگیختگی کے موقع پر انسان کو اپنی طاقت کا
اندازہ مشکل سے ہوتا ہے اور وہ عواقب کی فکر اور سخت موقع پر اپنے ثبات قدم و استقلال
کی تشخیص میں غلطی کیا کرتا ہے مجمع کا اندر اُنکے بڑھتے ہوئے جوش نے بتلایا کہ الفاظ
نے وہ کام کیا جو پانی کا چھینٹا اُٹھتے ہوئے آگ کے شعلوں میں ایک نئی تیزی
بول اُٹھے کہ نہیں نہیں ہم یقیناً اُنکے دشمنوں سے جنگ کرینگے اور اپنی تن
حضرت کے قدموں پر نثار کرینگے۔

یہ جمعیت کتنی تھی؟ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ وہ کسی میدان یا
عالیشان قصر امارت کے وسیع صحن کی نہیں بلکہ وہ عربی ساخت کے مختصر مکانات میں
سے جنکے نمونے آجتک عربستان میں نظر آجاتے ہیں ایک مکان یعنی سلیمان بن صرد کے

Presented by Ziaraat.Com

گھر میں مجتمع ہوگئی تھی۔

مذکورۂ بالا سوال، جواب اور اُسکے الفاظ میں بیشک صداقت کا جوہر نظر آرہا ہی اور وہ بولنے والون کے باطنی ضمائر کی ترجمانی کر رہے ہین لیکن وہ آئینۂ نہین ہین جو آنیوالے انقلابات کا کہانتک مقابلہ کرسکتے ہین اسکا فیصلہ مستقبل ہی کے ہاتھ ہی۔ سلیمان بن صرد کی حجت تمام ہوچکی تھی خط امام حسینؑ کے نام بدین مضمون لکھا گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لحسین بن علی من سلیمان بن صرد والمسیب بن نجبۃ ورفاعۃ بن شداد وحبیب بن مظاہر وشیعتہ من المومنین والمسلمین من اھل الکوفۃ

اسکے بعد معاویہ کے انتقال پر اظہار مسرت کیا گیا تھا اور لکھا تھا کہ۔

انہ لیس علینا امام فاقبل لعل اللہ ان یجمعنا بک علی الحق والنعمان بن بشیر فی قصر الامارۃ لسنا نجتمع معہ فی جمعۃ ولا نخرج معہ الی عید ولو قد بلغنا انک قد اقبلت الینا اخرجناہ حتی نلحقہ بالشام ان شاء اللہ والسلام ورحمۃ اللہ۔

"ہمارے سر پر کوئی امام نہین ہی لہذا آپ تشریف لائیے، شاید آپکی وجہ سے ہم حق کی نصرت پر ہم آہنگ ہوسکین اور نعمان بن بشیر دارالامارہ مین موجود ہی ہم اُسکے ساتھ نماز جمعہ مین شریک نہین ہوتے اور نہ عیدگاہ جاتے ہین۔ اگر ہم کو خبر معلوم ہوجائیگی کہ آپ تشریف لا رہے ہین تو ہم اُسکو یہان سے نکالکر شام جانے پر مجبور کردینگے۔ والسلام

اس خط کو عبداللہ بن سبیع ہمدانی اور عبداللہ بن وال کے ہاتھ روانہ کیا
گیا اور یہ سب سے پہلا خط ہی جو امام کو کوفہ میں سولہ ماہ رمضان کو ملا۔
جمعیت منتشر ہوئی اور اب ہر ایک نے اپنے حلقۂ اثر میں تبلیغ کرنی شروع کیا
شروع کیا اور وہی دن کے خاتمہ تک ۱۲۵۰ عرضداشتیں طیار ہوگئیں جو ایک دن
چار آدمیوں کے دستخط سے مشتمل اور یہ سب خطوط قیس بن مسہر صیداوی اور
عبدالرحمن بن عبداللہ بن کدن ازدی اور عمارۃ بن عبید سلولی کے ہاتھ روانہ
کیے گئے۔ اس اضطراب اور وفاق تلاطم کے سبب سے جو یزید کی خلافت کے باعث
عام طور پر پیدا تھا اور جس میں کسی مذہبی مسلک کا افتراق نہ تھا ان حضرات کی مذکورۂ
بالا تجویز کا ہر طرف سے خیر مقدم کیا گیا اور وہ لوگ جو شیعیت کا جذبہ نہ رکھتے تھے وہ
بھی اس خیال سے نہ سہی کہ حسین تمام دنیا کو چھوڑ کر امامت کے مستحق ہیں بلکہ اس خیال سے
کہ یزید ایسے شراب خوار و فاسق سے حسین بن علیؑ ایسی کامل و لائق ہستی یقیناً
مسلمانوں کے لئے بہتر ہے اس تحریک کے گرمجوشی کے ساتھ موید نظر آنے لگے
جس کو دیکھکر ان افراد کو جو حقیقتاً اس تجویز کے محرک تھے یہ یقین پیدا ہو گیا
کہ رائے عام ہمارے ساتھ ہے اور اب کامیابی ہمارے قدم سے وابستہ لیکن
درحقیقت یہ فریب نظر تھا، عام خلقت کو اس تحریک سے ہمدردی ویسی ہی
تھی جیسے آندھی کے رخ پر اڑتے ہوئے پرند۔
اس غلط اندیشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ یا تو پہلے خط میں لعل اللہ ان یجمعنا بہ

کی تنظیم تیم و رجا راد ، اجتماع و اتفاق کا خیال ، توقع کی صورت میں ظاہر کر رہی تھیں اور باب آخری خط پر زور لفاظ میں لکھا جاتا ہے جو ضبط یقین اور کامل اعتماد کا مظہر ہے ۔

لحسین بن علی من تبعہ من المومنین والمسلمین اما بعد فحی هلا فان الناس ینتظرونك ، لا رأی لهم فی غیرك فالعجل العجل والسلام علیك ۔

تشریف لائیے جلد تشریف لائیے کہ لوگ آپ کے منتظر ہیں اور آپ کے سوا کسی کی بیعت تسلیم کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہیں لہذا جلدی کیجئے جلدی کیجئے والسلام ۔

اس خط کو ہانی بن ہانی سبیعی اور سعید بن عبداللہ حنفی کے ذریعہ روانہ کیا گیا تھا ۔

اب تک جو کارروائیاں ہو رہی ہیں وہ اجتماعی کہی جا سکتی ہیں اسلئے کہ ان میں جماعت شیعہ اور اس کے ذمہ دار نمائندے پیش پیش نظر آ رہے ہیں اور وہ کارروائیاں اس خط پر ختم ہو گئیں جو اپنے مضمون کے اعتبار سے بھی بالکل آخری کہا جا سکتا ہے لیکن اسکے بعد ایک خط کوفہ سے جاتا ہوا نظر آتا ہے امام حسینؑ کے نام جس کے الفاظ یہ ہیں ؛

اما بعد فقد اخضر الجناب وایعت الاثمار وطمت الاجام فاقدم اذا شئت فانما تقدم علی جند لك مجند والسلام علیك ۔

Presented by Ziaraat.Com

"کچھ تیاریاں دکھائی دیتی ہیں اور میرے درختوں میں رسیدہ ہیں اور تالاب لبریز ہیں جب آپ چاہیں تشریف لائیں ایک ایسے لشکر کی جانب جو آپ کے لئے آراستہ موجود ہے والسلام"

اس برسات آدمیوں کے دستخط ہیں شیث بن ربعی حجار بن ابجر یزید بن حارث۔ یزید بن رویم۔ عزرۃ بن قیس۔ عمرو بن الحجاج زبیدی محمد بن عمیر تمیمی (ان واقعات کے لئے ملاحظہ ہو طبری ج ۶ ص ۱۹۷)

ذرا پہلے خطوط اور اس خط میں عنوان کی حیثیت سے موازنہ کرو ان خطوط میں سے ہر خط میں برابر اپنے تشیع و ایمان کا حوالہ ہے معاویہ و آل معاویہ کے غصب خلافت کا تذکرہ ہے حسین بن علیؑ کے استحقاق امامت کا اعتراف ہے لیکن اس خط میں یہ کچھ بھی نہیں۔

اسکے علاوہ یہ سات آدمی اگر اسی جمعیت کے رکن تھے جو امام حسینؑ کو دعوت دینے کی ٹھانی تھی تو ان اختامی خطوط میں ان کا بعینہ نام کیوں نظر نہیں آتا بلکہ یہ لوگ کوئی گمنام اشخاص ہیں بلکہ روسائے عشائر اور شیوخ قبائل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ناممکن تھا کہ سلیمان بن صرد اور مسیب بن نجبہ اور رفاعۃ بن شداد اور حبیب بن مظاہر ایسے محراب عبادت میں زندگی گذارنے والے بے اثر و رسم اشخاص کا تو اس میں نام ہو اور یہ لوگ نظر انداز کر دیئے جائیں پھر جبکہ وہ خط ایک آخری کارروائی کر چکی تھی جس پر وہ زد رائے خطوط میں تعجیل کی درخواست

تھی تو اب ان اشخاص کو اس نفرادی مکتوب لکھنے کی کیا ضرورت تھی؟
اور پھر میری توجہ شامل کرنا تو اس خط کے طرز تحریر اور اسکے الفاظ سے
بھی کوئی خلوص و محبت کی بو محسوس نہیں ہوتی بلکہ برعکس اسکے مجھ کو اسکے
اندر استہزا و تمسخر کا جذبہ کارفرما نظر آرہا ہے۔
آخر حسین کو ملہاتی کھیتیوں سے کیا کام اور رسیدہ میووں سے کیا غرض
اور بیر زیتا لابون سے کیا مطلب؟ پھر اس میں امام حسینؑ کی تشریف آوری کی دعا
کا بھی تہ نہیں ہے بلکہ آنے نہ آنے کو آپ کی مشیت پر محمول کرکے اپنے خبر
رسانی کی سی صورت ہے کہ یہاں یہ طیاریاں ہو گئی ہیں جب آپ کا دل چاہے
تشریف لائیے۔
ان وجوہ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ ان اشخاص کو اس جماعت سے کہ جو شیعہ
کہی جا سکتی تھی کوئی تعلق نہ تھا بلکہ یا تو جب دیکھا کہ خطوط اس قدر جا چکے ہیں کہ
امام حسینؑ ضرور ہی انکے مطالبہ کو پورا کرکے تشریف آوری عراق کا ارادہ کر لینگے
اور موجودہ صورت حال کی بناء پر انکو کامیابی بھی حاصل ہو گی تو ہم بھی ہیں یا نحوست
سواروں میں کی مثل کے مطابق یہ چاہا کہ ہم بھی خطوط لکھنے والوں میں شمار کرلئے
جائیں اس طرح حضرت کی حکومت ہونے پر جسکے توقعات قائم ہو چکے ہیں ہم سے بدظنی
نہ پیدا ہو گی اور یا اسکے اندر کوئی باطنی سازش مضمر تھی جس کی بناء پر متفقہ طور سے
یہ خط لکھا گیا تھا۔

Presented by Ziaraat.com

یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ ان خطوط لکھنے والوں میں سے جو جماعت شیعہ کے نام سے گئے ہیں ایک شخص کی بھی موجودگی واقعۂ کربلا میں امام حسینؑ کے مقابلین پائی نہیں جاتی بلکہ ان ہی سے حبیب بن مظاہر نے کر امام حسینؑ کے قدموں پر جانبازی کے ساتھ دم توڑ کر ہمیشہ کے لئے سرخروئی حاصل کی اور ان اشخاص میں سے جو خطوط کے لیجانے والے تھے سعید بن عبداللہ حنفی نے اس طرح جان نثار کی جس کی نظیر کسی شہید کے یہاں نظر نہیں آتی۔

ظہر کے بعد جب لڑائی نے زور پکڑا اور خونخوار دشمنوں کا لشکر امام حسینؑ کے نزدیک پہنچ گیا اسوقت یہ جانباز امام کے سامنے کھڑا ہو گیا اور جو تیر حسینؑ کیطرف آتا تھا اسکو اپنے سینہ پر روکتا تھا، آخر اتنے تیر پڑے کہ وہ جان نثار مردہ ہو کر زمین پر گر پڑا (طبری ص ۲۵۲)

اور عبدالرحمن بن عبداللہ بن کدن ارحبی روز عاشور امام حسینؑ سے اجازت لیکر میدان قتال میں آئے اور یہ رجز پڑھا۔

صبرا علی الاسیاف یا ذرا الاسنۃ صبرا علیھا یا خول الجنۃ

پھر جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہوئے (ابصار العین ص ۷۵)

اور قیس بن مسہر صیداوی نے اپنی زندگی کے آخری نفس تک جس صداقت و استقلال کے ساتھ اپنے فرض کو ادا کیا، جس کا تذکرہ صفحۂ تاریخ پر زرین حرفوں میں ہمیشہ ثبت رہیگا۔

Presented by Ziaraat.Com

اُسوقت کہ جب امام حسینؑ نے بطن الرمہ سے اہل کوفہ کے نام خط دیکر اُنکو روانہ کیا اور حصین بن تمیم کے ہاتھوں جو قادسیہ میں ناکہ بندی پر مقرر تھا یہ گرفتار ہوکر ابن زیاد کے پاس لائے گئے، اور اُس نے حکم دیا کہ قصر دارالامارہ پر جاکر حسین بن علیؑ کے بارے میں کلمات نازیبا استعمال کریں - یہ موقع تھا جسکو قیس نے بہترین موقع تبلیغ کا سمجھا اور بالائے قصر جاکر بلند آواز سے کہا۔

ایھا الناس انّ ھذا الحسین بن علی خیر خلق اللّٰہ ابن فاطمۃ بنت رسول اللّٰہ وانا رسولہ الیکم وقد فارقتہ بالحاجر فاجیبوہ

"سب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ حسین فرزند علی و فاطمہ اسوقت خلق خدا میں سب سے افضل و بہتر ہیں اور وہ مقام حاجر تک پہونچ چکے ہیں۔ میں اُنہی کا بھیجا ہوا ہوں اب تم سب اُنکی آواز پر لبیک کہو"

یہ لفظیں ختم ہوئی ہی تھیں کہ ابن زیاد کے حکم سے اُنکو قصر دارالامارہ کی بالائی سطح سے نیچے گرا دیا گیا اور اُس شہید راہ خدا کی ہڈیاں سرمہ سا ہوگئیں (طبری ص ۲۲۴)

ان خطوط کے لکھنے والے شیعہ تھے اور اُنکی برات قتل حضرت سید الشہداء سے یقینی طور پر ثابت ہے۔

بخلاف اس کے آخری خط جس پر سات آدمیوں کے دستخط تھے ان میں سے پانچ شخص شبث بن ربعی اور حجار بن ابجر اور عزرۃ بن قیس

اور عمرو بن حجاج زبیدی اور یزید بن حارث مسلمًا واقعہ کربلا میں موجود اور قتل امام حسینؑ میں شریک تھے اور بقیہ دو کے نام اگرچہ کسی معتبر پر نظر نہیں آتے لیکن قرائن کی رو سے قرین قیاس ہے کہ انھوں نے بھی اپنے ہم تخیلوں کا ساتھ دیا تھا۔

یہ وہی اشخاص ہیں جن کے متعلق کافر، وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے کہ انھوں نے اپنے تئیں شیعہ لکھا تھا اور نہ واقعات کی بنا پر کہ ان کا جماعت شیعہ سے کوئی تعلق معلوم ہوتا ہے۔

امام حسینؑ نے اہل کوفہ کے متواتر خطوط دیکھ کر احتیاطی تدبیر کی کہ مسلم بن عقیل کو اپنا نمایندہ بنا کر ایک تحریر کے ساتھ روانہ کیا جس میں لکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من حسین بن علی الی الملأ من المومنین والمسلمین اما بعد فان هانئا وسعیدا اقدما علیّ بکتبکما وکانا آخر من قدم علیّ من رسلکم وقد فهمت کل الذی قصصتم وذکرتم ومقالة جلکم انه لیس علینا امام فاقبل لعل الله ان یجمعنا بک علی الهدی والحق وقد بعثت الیکم اخی وابن عمی وثقتی من اهل بیتی وامرته

ان یکتب الی حجاکلم وامرکم ورأیکم فان کتب الی انه قد اجمع رأی ملأکم وذوی الفضل والحجی منکم علی مثل ما قدمت علیّ به رسلکم وقرأت فی کتبکم اقدم علیکم وشیکا ان شاء اللہ فلعمری ما الامام الا العامل بالکتاب والآخذ بالقسط والدائن بالحق والحابس نفسه علی ذات اللہ والسلام

ہانی اور سعید تمھارے خطوط کو لیکر پہونچے، اور یہ دو شخص تمھارے سب سے آخری قاصد ہین جو میرے پاس آئے ہین، مین نے جو کچھ تم لوگون نے لکھا تھا اسکو غور سے پڑھا اور سمجھا، تم مین سے اکثر کا قول یہ ہے کہ ہمارے سر پر کوئی امام نہین آپ آئیے شاید خدا ہم کو آپکی بدولت حق پر مجتمع کردے، اچھا تو اب مین تمھاری جانب اپنے بھائی اور چچا کے بیٹے اور اپنے محل اعتماد عزیز قریب کو روانہ کرتا ہون اور انھین حکم دیدیا ہے کہ وہ مجھ کو تمھارے حالات وخیالات سے مطلع کرین، اگر انھون نے لکھا کہ تمھاری جماعت اور اہل حل وعقد افراد نے اتفاق کرلیا ہے اس امر پر کہ جس کو تم نے اپنے خطوط مین ظاہر کیا ہے تو مین عنقریب تمھاری طرف آتا ہون اور امام کے کوئی معنی نہین سوائے اس شخص کے جو کتاب الٰہی پر عامل اور عدالت کا پابند اور حق کا متبع اور اپنی ذات کو خدا کی مرضی پر وقف کئے ہوئے ہو والسلام (طبری ص ۱۹۶ و ص ۱۹۸)

Presented by Ziaraat.Com

آخری لفظون مین درحقیقت خط کھینچنے والون کے عقیدۂ تشیع کی لطیف عنوان سے اصلاح ہی، اُنکا تشیع حقیقۃً صرف محبت اہلبیت اور اُنکے مقابلہ مین دوسرون کو ناقابل حکومت وخلافت سمجھنے تک محدود تھا لیکن معارف صحیحہ اور عقائد حقہ جو فرقۂ شیعہ مین بحکم عقل وتعلیم اہلبیت علیہم السلام مسلم حیثیت رکھتے ہین وہ اُنکی نگاہون سے اوجھل تھے۔

اُن کے خطوط کے اندر یہ جملہ پیش پیش نظر آتا ہے کہ لیس علینا امام "ہمارے سرون پر کوئی امام" وجہین" حالانکہ اگر صحیح معرفت امام اُن کے دلون مین موجود ہوتی تو وہ سمجھتے کہ امام کی امامت کسی فوج ولشکر اور تاج وتخت کی محتاج نہین اور وہ اب نہین بلکہ دس برس پیشتر سے حسینؑ بن علیؑ کے لئے محفوظ ہے، وہ اس کی محتاج نہین ہے کہ حسینؑ اُنکی جماعت مین آکر اُنکی نصرت حاصل کرین اور اُنکے اتفاق واتحاد سے فائدہ اُٹھائین تب امامت کا انعقاد ہو۔

امام نے اپنے اس جملہ مین کہ ما الامام الا العامل بالکتاب آنجناب کو حقیقت امر پر مطلع فرمایا ہے "کتاب الٰہی پر عامل اور عدالت کا پابند اور اپنی ذات کو ہر حرکت وسکون مین لازمی طور سے خدا کی مرضی پر وقف کئے ہوئے" اسی تفصیل کا اجمال اور اصطلاحی مفاد "معصوم" ہے اور مطلب یہ ہوا کہ امام کے لئے کسی قہر وغلبہ کی حاجت نہین ہے بلکہ جو بھی معصوم ہو وہ بہرحال

Presented by Ziaraat.Com

نام بتا۔

یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ اس خط کی عبارت سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ مسلم بن عقیل جنگ پر مامور نہ تھے اور نہ کوفہ کی تسخیر کے لئے بھیجے گئے تھے بلکہ وہ صرف ایک نمائندہ کی حیثیت رکھتے تھے جو کوفہ کی رائے عام اور وہاں والوں کے حالات وخیالات کا حسرت سید الشہداء کے متعلق اندازہ کرکے حضرت کو اس سے مطلع کریں۔

حضرت مسلم کے ورود کوفہ کے متعلق بیطبری اور دوسرے مستند تاریخیں نے جو حالات قلمبند کئے ہیں انکی بنا پر سلیمان بن صرد خزاعی کی موجودگی کوفہ میں پائی نہیں جاتی ورنہ مسلم کو مختار بن ابوعبیدہ ثقفی کے گھر میں اترنے کی ضرورت نہ تھی[1]

جبکہ سلیمان بن صرد اس تحریک کے روح رواں اور قائد اعظم تھے اور کوفہ کی جماعت شیعہ میں سب سے زیادہ وجیہ اور با اقتدار تھے جسکی تصدیق اُن الفاظ سے ہوتی ہے جو زیاد بن شداد نے اس موقع پر کہے ہیں کہ جب یہ لوگ بعد قتل امام حسینؑ انتقامی تدابیر پر غور کرنے کے لئے

[1] مجھ کو معلوم ہے کہ بعض کتب مقاتل میں مسلم کا ابتدائی قیام سلیمان بن صرد کے مکان پر بتلایا گیا ہے لیکن مستند تاریخی شہادتیں اسکے خلاف ہیں۔

تبع ہوئے ہین اور مسیب بن نجبہ نے صورت حال کو بیش کرتے ہوئے کسی رئیس کے انتخاب کی تحریک کی۔ ہے اُسوقت رفاعہ نے کہا۔

ان رأیت ورأی اصحابنا ذلک ولّینا ھذا الامر شیخ الشیعۃ صاحب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وھذا السابقۃ والقدم سلیمان بن صرد الخزاعی باسنہ وحسبہ والموثوق بحزمہ

"اگر سب کی رائے ہو تو ہم اس مہم کی قیادت و سرکردگی سلیمان بن صرد کے سپرد کرین جو شیخ الشیعہ اور رسالتماب ؐ کے صحابی اور ہم سب پر مقدم اور کارہائے نمایان کیے ہوئے شخص ہین جنکی شجاعت و دیانت دونون قابل تعریف و ثنا اور موقع بینی و آزمودہ کاری محل اطمینان ہے" (نہری جلد ۲ ص ۴۸)

انکی موجودگی مین مسلم بن عقیل کو انہی کے یہان قیام کرنا ناگزیر تھا اور پھر مسلم کے دوران قیام مین اُسوقت کہ جب حالات سازگار ہوئے اور لوگ بیعت کے لئے ٹوٹے پڑ رہے تھے وہان بھی سلیمان کا کہین تذکرہ نظر نہین آتا اور حضرت مسلم کی دعوت پر پہلا جو اجتماع ہوا اُس کے مقررین کی فہرست مین بھی سلیمان کا نام نہین ہے حالانکہ عرب کی سابقہ وحسال تہذیب کے مطابق اگر سلیمان بن صرد موقع پر موجود ہوتے تو سب سے آگے

اسی کو سب سے پہلے زبان کھولنے کا اور کسی تقریر کرنے کا حق نہ تھا۔

اور اگر سلیمان یا جو وہان ہونے کے کسی وجہ سے مسلم کی نصرت کی پہلوتہی کرتے تو سلیمان کی نمایاں شخصیت کو دیکھتے ہوئے تاریخ میں یہ واقعہ اہمیت کے ساتھ نہ دیکھا جاتا کہ سلیمان ایسے شخص نے مسلم سے بوقت ضرورت ہی علیحدگی اختیار کی اور اس کا نتیجہ سب سے بڑا جو ہوتا وہ یہ کہ مسلم کو اس تلخ تجربہ کے بعد اہل کوفہ کی وفاداری اور ثبات قدم و استقامت کے متعلق وہ خوشگوار توقعات قائم نہ ہوتیں جنکے باعث وہ امام حسینؑ کو لکھتے کہ آپ ضرور یہاں تشریف لائیے۔

حضرت مسلم نے مختار بن ابو عبید کے مکان پر قیام کیا اور جن جن اشخاص کو اطلاع ہوتی گئی وہ مسلم کے پاس شرف زیارت حاصل کرنے کے لئے آتے گئے۔ جب کافی مجمع ہو گیا تو مسلم نے امام کا خط جو جماعت سلیمان کے نام تھا پڑھ کر سنایا جس سے مجمع میں کافی جوش کے آثار ظاہر ہو گئے اور حابس بن ابی شبیب شاکری نے کھڑے ہو کر حمد و ثنائے الٰہی کے بعد اپنے ذاتی خیال کو ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

انی لا اخبرک عن الناس ولا اعلم ما فی انفسھم ولا اغرک منھم واللہ احدثک بما انا موطن نفسی علیہ واللہ لاجیبنکم اذا دعوتم ولاقاتلن معکم عدوکم ولاضربن بسیفی

دونکم حتی تلقی اللہ لا ارید بذلک الا ما عند اللہ۔

"مجھ کو عام لوگون کے متعلق کسی اظہار خیال کا حق نہین اور نہ مجھے معلوم ہے کہ انکے دلون مین کیا ہے اور نہ مین انکی طرف سے وکالت کر کے آپکو فریب مین ڈالنا چاہتا ہون لیکن جو مین نے اپنے دل مین ٹھان لیا ہے خدا کی قسم مین جب وقت بھی آپ دعوت دیگر لبیک کہتا ہوا حاضر ہونگا اور آپ کے ہمراہ دشمنون سے جنگ کرونگا اور آپکے سامنے شمشیر زنی کرونگا یہان تک کہ اس زندگی کو ختم کر کے اپنے خدا سے ملاقات کرون اور میرا مقصد اس سے سوائے جزائے اخروی کے کچھ نہ ہوگا"

یہ تقریر ختم ہوا تھی کہ حبیب بن مظاہر کھڑے ہو گئے "مرحبا جزاک اللہ کتنی مختصر لفظون مین تم نے اپنے ذاتی خیالات کو واضح کر دیا"

پھر حضرت مسلم کی طرف خطاب کر کے "خدا کی قسم میرا بھی ذاتی خیال وہی ہے جو عابس بن ابی شبیب نے اپنی لفظون مین ادا کیا"

ایسی ہی لفظون مین سعید بن عبد اللہ حنفی نے تائید کی اور مجمع متفرق ہوا۔

خط کے مضمون کی بنا پر اس کارروائی کا مقصد واضح ہے یعنی یہ عہد و پیمان اس امر کے متعلق نہ تھا کہ مسلم کوئی جارحانہ اقدام کرنا چاہتے ہین اور اس مین یہ لوگ مسلم کی معاونت کرین گے اور نہ اسوقت یہ وہم و خیال

Presented by Ziaraat.Com

کسی دل و دماغ میں گردش کر رہا تھا کہ چند ہی روز میں تن تنہا مسلم کے مقابلہ میں
فوج آتی ہوگی اور اس لئے اس تمام جماعت کو طیار رہنا چاہیئے بلکہ یہ عمدہ موقع
صرف امام حسینؑ کی تشریف آوری کی پیش نہاد اور اور اس موقع کے لئے ان
لوگوں کے عزائم و نیات کے اندازہ کے لئے تھا۔

مسلم بن عقیل کے ورود کی خبر کوفہ میں عام طور پر مشہور ہو گئی اور اس نے
فضا کے لحاظ سے جو اس تحریک یعنی امام حسینؑ کو دعوت کے متعلق ابتدا ہی
سے کوفہ میں پیدا ہو گئی تھی اور جس کے اسباب و وضاحت کے ساتھ درج
کئے جا چکے ہیں ہر شخص نے اس خبر کا مسرت کے ساتھ استقبال کیا۔

بقول شخصے کہ خلقت بھیڑ یا دہسان ہوتی ہے جب ہر ایک چلا ادھر
سب یزید کی خلافت سے بسبب اسکی سیاہ کاریوں کے بیزاری ایک طرف
حسینؑ بن علیؑ کی ہر دلعزیزی مذہبی نقطۂ نظر سے بلکہ اپنے اخلاق و کمالات
کے لحاظ سے دوسری جانب وہ لوگ کہ جو مسلم بن عقیل کی تحریک کے مبلغ و داعی
تھے اُنکی ذاتی وجاہت و تعلقات تیسری جانب اور کل جدید لذیذ کے طبیعی
قانون کے مطابق ہر تازہ تحریک میں جو لذت یا جذب ہوتا ہے وہ چوتھی جانب
ان تمام باتوں کا مکمل نتیجہ تھا کہ حضرت مسلم کے ہاتھ پر ایک ہفتہ کے اندر اٹھارہ
ہزار کوفیوں نے بیعت کی۔

لیکن! کیا یہ سب شیعہ تھے؟ کیا کوفہ میں زیاد و آل زیاد کی بیس سال

Presented by Ziaraat.Com

حکومت کے بعد جس مین گھٹی ہوئی تلوارین اور جلادون کے ہاتھ برابر ابتک سفاکی مین مشغول رہے اور دست و پا سر و زبان کے قطع و برید کا سلسلہ برابر جاری رہا کوفہ مین ہزارون آدمی تو ادمین شیعہ موجود ہو سکتے تھے۔

اور جب یہ نہین تو کیا مذکورۂ بالا سطحی عارضی اسباب سے جو رائے عام ہموار ہوئی ہوئی رہین کوئی وزن باثبات و استقرار ہو سکتا ہے؟

بیشک جب اس تحریک کے ابتدائی محرک اشخاص کو رائے عام کی نوعیت سمجھنے مین غلطی ہوئی حالانکہ وہ یہین کے رہنے والے پروردہ اور تجربہ یافتہ تھے تو مسلم بن عقیل کو جنھین اس شہر کے حالات کا تجربہ بھی حاصل نہ تھا صورت حال کی تشخیص مین دھوکا ہونا قابل تعجب نہین ہے،

مسلم کی تحریک کو چلانے والے۔ جنکی صدا پر سب سے پہلے لبیک کہنے والے اور سب سے پہلے اجتماع مین بیعت کا اقرار کرنیوالے اور رائے عام کو ہموار کرکے مسلم کی نصرت و بیعت پر آمادہ کرنے والے بیشک سب شیعہ تھے اور انکا کام یہی تھا کہ وہ رائے عام کو مسلم بن عقیل کے موافق بنا دین جس مین اُن کو خاطر خواہ کامیابی ہوئی لیکن آیندہ کے انقلابات کوئی دوسری صورت پیدا کرینگے اسکی ذمہ داری اُنپر عائد نہین ہو سکتی بیشک اُنھون نے اپنے اقرار وفا اور عہد جانبازی پر بہترین طریقہ سے عمل کیا اور جو کہا تھا اوسے کر دکھایا جسکے مشاہدہ کے لئے مستقبل کا انتظار کرنا چاہیئے۔

Presented by Ziaraat.Com

مسلم بن عقیل کو حالات سے اچھا خاصا واقف نظر آرہے ہین امام حسینؑ کو خط بھی لکھدیا ہی کہ کوفہ آپ کے ساتھ ہی تشریف لائیے یہان کی حکومت کے طرز عمل کو دیکھتے ہوئے انکو انہی نسبت بھی کوئی خطرہ محسوس نہین ہو رہا ہے جسکی بناء پر وہ اپنی حفاظت کے لئے احتیاطی تدبیر عمل مین لائین ۔

کوفہ مین یہ خبر گرم ہے کہ اب بہت جلد ہی حسین بن علیؑ تشریف لانے والے ہین اور اس وجہ سے ہر طرف ایک خاص جہل پہل نظر آتی ہے اور حلقہ حلقہ جماعت جماعت لوگ بیٹھکر اسی مسئلہ پر اظہار خیالات کرتے ہین اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ براہ مین لکھا ہے کہ کوفہ مین معلوم ہوا کہ کوفہ کے اندر ایک جماعت موجود ہے جو ان تمام منصوبون کو خاک مین ملا دینے پر آمادہ ہے اور وہ اموی حکومت کے خیر خواہ دوست اور وہ لوگ ہین کہ جنھون حسینؑ بن علیؑ کی سلطنت کے بعد اموال خلق پر بیجا تصرفات کا حق باقی نہ رہیگا ۔ انہی کی جانب سے مخفی کارروائی یہ ہوئی کہ یزید سے حاکم حال کو معزول کرکے ایک مدبر اور سفاک حاکم کا مصاب کیا اور وہان قرعۂ فال عبید اللہ بن زیاد کے نام پر نکلا ، عبید اللہ کوئی اور نہین وہ زیاد کا بیٹا اور معاویہ کا ایک معنی سے بھتیجا ہے اور یہ خاندان وہ ہے جس پر مکاری و غداری کا خاتمہ تھا ۔

چنانچہ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ابن زیاد نے اپنی نقل و حرکت کو بالکل صیغۂ راز مین رکھا تاکہ اس کا ورود کوفہ مین اچانک حیثیت سے ہو اور

پھر راستہ مین جبکہ کوفہ نزدیک رہ گیا اُس نے اپنی وضع مین تغیر پیدا کر کے ایک سیاہ عمامہ سر پہ باندھا اور چہرہ پر اُسی طریقہ سے جو عرب کے بہادرون مین سخت موقعون پر مرسوم ہے ایک ڈھانٹا باندھ لیا جسکی بنا پر شناخت ناممکن ہو گئی

ایک مرتبہ شہر پناہ کوفہ کے اندر یہ نقشہ نظر آیا کہ آگے آگے عزبی گھوڑے پہ ایک رئیس قوم پورے وقار و تمکنت کے ساتھ سیاہ عمامہ سر پہ باندھے جو اشراف عرب کا امتیازی نشان تھا اور اُس کے پیچھے ایک شاندار قافلہ زین و لجام ساز و سامان سے آراستہ اس حشم و خدم کو دیکھکر اُن توقعات کی بنا پر جو قائم تھین وہی ہونا چاہیئے تھا جو ہوا یعنی ہر شخص یہی سمجھا کہ حسینؑ بن علیؑ تشریف لائے ہین اور اس قائم شدہ اثر کی بنا پر جو دلون مین تھا جس جماعت کی طرف سے عبید اللہ کا گذر ہوتا تھا وہ بنظر تعظیم کھڑے ہوکر آداب بجا لاتی تھی اور "خوش آمدید" کے معنون مین یہ الفاظ زبان پر جاری ہوتے تھے کہ مرحبا بک یا ابن رسول اللہ

قدمت خیر مقدم

ابن زیاد کسی کو کچھ جواب نہ دیتا تھا بلکہ آوازون کو سنتا، چہرون کو بغور دیکھتا، شکل و شمائل کو پہچانتا چلا جا رہا تھا یہان تک کہ مجمع زیادہ ہو گیا اور لوگ اشتیاق مین گھرون سے نکل آئے اور ہر شخص بخیال خود فرزند رسول کے زیارت کی تمنا مین آگے بڑھنے لگا اور نوبت یہ پہونچی کہ راہ چلنے

Presented by Ziaraat.Com

مین رکاوٹ پیدا ہوئی اسوقت مسلم بن عمرو باہلی نے جو ابن زیاد کے ساتھ تھا بکار کر کہا

ناخروا ھذا الامیر عبید اللہ بن زیاد راستہ چھوڑ دو، یہ حسینؑ ہین امیر عبید اللہ بن زیاد ہین"

نہ معلوم ان الفاظ مین کونسا اثر تھا کہ بڑھتے ہوئے قدم اور اٹھتے ہوئے ہاتھ اور مسرت آمیز ترانے سب موقوف ہوگئے اور سناٹا سا چھا گیا۔ مجمع بھی تتر بتر ہوا اور جس وقت ابن زیاد دارالامارہ مین پہونچا ہے تو دس آدمیون سے زیادہ اسکے ساتھ نہ تھے (طبری جلد ۶ صفحہ ۲۰۰ و ۲۰۱)

اب ذرا فطری رجحانات پر غور کرتے ہوئے اہل کوفہ کے موجودہ باطنی اضطرابات کا اندازہ کرو، ایک تو اچانک حادثہ جو غیر متوقع صورت سے ظہور پذیر ہو وہ خود سنسنی پیدا کردیا کرتا ہے، اس پر یہ صورت حال کہ انھون نے اپنے ہاتھون اپنے خلاف جاسوسی کے فرض کو ادا کیا یعنی اپنے باطنی خیالات وجذبات اور حسینؑ بن علیؑ کے ساتھ خلوص وعقیدت کو خود ابن زیاد کے سامنے بوقت ورود پیش کردیا، اور ابن زیاد نے صاف ایک ایک کے چہرہ اور آواز کو پہچان رکھا ہے اور ابن زیاد وہ ہے کہ جس کی اور جس کے باپ کی تلوار کے نیچے بیس برس تک اس تمام خلقت کی گردنین اس طرح خم رہی ہین کہ جس کو چاہا گرفتار کیا، سولی پر لٹکا دیا یا جلاد کے ہاتھ

سے اُسکی تڑپتی گردن کو قطع کرادیا اور ایسے ہیبت ناک مناظر انہی ہاتھون سے آنکھون کے سامنے آچکے ہین جنکو سوچکر آپ تک رونگٹے کھڑے ہوجاتے اور دل ہلجاتے ہونگے اور اب وہی صورتین اپنے اور اپنی اولاد اور اعزا و اقارب کے لئے پیش نظر ہین، کیا یہ وجود لیسے نہ تھے جنکی بنا پر دل و دماغ معطل، قوائے عمل سلب اور طاقتین مضمحل اور ہمتین پست ہوجاتین اور دلون پر عظیم خوف و ہراس کا غلبہ ہوجاتا۔

عربستان مین ابتک یہ طریقہ موجود ہے اور تجھکو نہین معلوم دوسرے ممالک مین بھی اسکی نظیر پائی جاتی ہے یا نہین کہ بڑے شہرون مین ہر محلہ کا ایک مختار محلہ ہوتا ہے جو اُس محلہ کی مردم شماری، وارد و صادر، زائیدہ و مردہ، شادی شدہ و غیر شادی شدہ وغیرہ امور کے تشریحات کا مقامی حکومت کی طرف سے ذمہ دار ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص اُس محلہ سے کسی جرم کا مرتکب ہو یا کہین مفرور ہو اُسکی جواب دہی، بسراغرسانی کی ضمانت بھی اُسی سے تعلق رکھتی ہے۔

ابن زیاد نے مسجد جامع مین ایک تہدیدی تقریر کے بعد سب سے پہلا جو کام کیا وہ یہ کہ تمام محلات کوفہ کے ذمہ دار اشخاص کو جن سے عرافت یعنی محلہ کی مختاری کا منصب تعلق رکھتا تھا بلاکر یہ فرمان جاری کیا کہ جلد سے جلد ہر محلہ کی مردم شماری اور جو لوگ نو وارد ہین اُنکی فہرست اور جن لوگون سے

عداوت شام کو خطرہ ہے اُنکے نام ادارۂ حکومت تحدیہ مین ثبت کر دیئے جائین اور اگر وہ کسی وجہ سے اُن نامون کے تفصیل وار لکھنے سے معذور ہون تو ضمانت داخل کرین کہ اُن کے خاندان سے کوئی متنفس بھی حاکم شام کی مخالفت پر آمادہ نہوگا اور اُسکے خلاف ظاہر ہوا تو اوس مختار محلہ کو خود اُس کے گھر کے دروازہ پر سولی دی جائے گی اور اُس کے خاندان سے ہمیشہ کے لئے اس منصب کو علیحدہ کر لیا جائے گا۔ (دبری صفحہ ۲۰۱)

یہ مضبوط تدبیر ایسی نہ تھی جس کی کامیابی مشتبہ ہو، کوفہ کا چپہ چپہ جواسیس و مخبرین کی کثرت سے غیر محفوظ نظر آنے لگا اور مارشل لا کے ایسے سخت قانون مین وہ تنبیہی طاقت نہین جو اس صورت سے پیدا ہوتی اسلئے کہ اب ہر شخص خاص اپنے محلہ مین ایک گھر سے دوسرے گھر جاتے ڈرتا جھجکتا اور اپنی جان کے خطرہ کا حساس کرتا تھا اور اس طرح دس آدمیون پانچ آدمیون کا بھی ایک جگہ جمع ہو کر کسی امر پر گفتگو کرنا اور کوئی قرارداد طے کرنا ناممکن ہو گیا۔

اس صورت حال کے بعد کوفہ کی رائے عام کا منقلب ہو جانا کوئی عجیب امر نہ تھا جبکہ اس اٹھارہ ہزار کی جمعیت مین جنھون نے بیعت کی تھی سب کے اندر کوئی مذہبی روح بھی کارفرما نہ تھی جو اونکو سخت موقع کے لئے اپنی جان کو خطرات مین ڈالنے پر استقلال سے آمادہ رکھتی بلکہ اس جم غفیر کے

اتفاق و اجتماع کی نوعیت وہی تھی جس کے اسباب کو کچھ ہی پہلے ہدیۂ ناظرین کیا جا چکا ہے۔

یہ پہلا وقت تھا کہ مسلم بن عقیل کو اپنی جان کے خطرہ کا اندازہ اور مقصد کی ناکامی کا احساس ہوا۔ اب انکا صرف ایک فرض رہ گیا تھا کہ وہ حفاظت خود اختیاری کے اصول پر جہاں تک ممکن ہو اپنے تحفظ کے لئے احتیاطی تدابیر عمل میں لائیں، اسکے لئے انھیں مختار بن ابو عبیدہ کا مکان جس میں وہ اب تک مقیم تھے غیر محفوظ نظر آیا اس لئے کہ انکا قیام راز مشتہر ہو چکا تھا اور پھر اگر کوئی وقت آئے تو ان انکی حمایت کرنیوالا بھی کوئی نہ ہوتا، مختار بن ابو عبیدہ شریف تو ضرور تھے لیکن صرف ایک زمیندار کی حیثیت رکھتے تھے کسی بڑے قبیلہ کے سردار نہ تھے اور پھر وہ خود آنے والے واقعات سے بیخبری کی حالت میں چند روز سے اپنے موضع پر گئے ہوئے تھے (طبری جلد ۷ ص ۵۸)

لہذا مسلم نے اپنے لئے اس سے بہتر کوئی صورت نہ دیکھی کہ وہ غیر معلوم طریقہ پر ہانی بن عروہ کے گھر میں منتقل ہو جائیں اور ان کی تائید حاصل کر لینا مسلم کے لئے کوئی معمولی امر نہ تھا اس لئے کہ یہ قبیلہ مراد و مذحج کے سردار تھے اور جب نکلتے تھے تو بارہ ہزار آہن پوش سوار ہمراہ رکاب چلتے نظر آتے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

مسلم نے ہانی کے گھر میں پناہ لے کر ظاہری اسباب کی بنا پر اپنے تئیں بارہ ہزار شمشیر زن بہادروں کی آغوش میں ڈال دیا ہے کہ جو اُن کے حفظ جان و آبرو کی بہترین ضمانت ہو سکتی ہے۔

ہانی نے مسلم کو مخفی طور پر اپنے یہاں رکھا اور سوائے مخصوص افراد کے جو محل اعتماد تھے کسی کو اس راز کی اطلاع نہ تھی۔ افراد شیعہ کو جو اس تحریک کے بانی تھے اپنی ناکامیابی کا بھیانک منظر سامنے نظر آ گیا تھا لیکن وہ مستقل مزاجی کے ساتھ ایسے تدابیر میں مصروف تھے جن سے صورت حال کی اصلاح ہو سکے چنانچہ مسلم بن عوسجہ اسدی حضرت مسلم کے معتمد خاص اور وکیل عام تھے کہ وہ آپ کی جانب سے مخفی طور پر لوگوں کی ہمدردی حاصل کریں اور اُن سے امام حسینؑ کی بیعت لیں اور ابو ثمامہ صائدی امانت دار یا خزانچی کی حیثیت رکھتے تھے کہ جو کچھ اموال جمع ہوں اُن کو اپنی تحویل میں رکھکر اپنی صوابدید سے سلاح جنگ وغیرہ خرید کریں۔

معقل نے جو ابن زیاد کا غلام تھا ایک شیطانی مکر و تزویر کے ساتھ اظہار تشیع کر کے مسلم بن عوسجہ سے حضرت مسلم کے جائے قیام کا پتہ لگایا اور ابن زیاد کے پاس سراغ رسانی کی جبکی بنا پر ابن زیاد نے ہانی بن عروہ کے پاس ملاقات کا پیغام بھیجا۔

Presented by Ziaraat.Com

ہانی کو اُن تخفظات پر جو اُنھون نے مسلم بن عقیل کے اخفا مین کئے تھے کامل اعتماد تھا اور اسی غرور کا نتیجہ تھا کہ ابن زیاد کے دعوتی پیغام پر اُن کے دار مین جسی شہ کا خطرہ نہ گذرا اور نہ اُنھون نے اس موقع پر اپنے بارہ ہزار جوانون مین سے کسی ایک کو بھی واقعہ سے اطلاع دینے کی ضرورت محسوس کی بلکہ خود تن تنہا ابن زیاد کے پاس چلے گئے مگر آزمائش تھا اور واقعہ یہ انکار بے سود اور اقرار کے بعد اپنے مہمان کو حوالہ کرنے سے انکار مشتعل کرتا، آخر بڑھے لیکن بات کے کیے ہانی کا سر و چہرہ خون مین رنگین نظر آیا اور ابن زیاد کے حکم سے وہ قید خانہ بھیجدیئے گئے

سردار بنی زبیدہ عمرو بن الحجاج ہانی بن عروہ کا برادر نسبتی تھا اُسے اطلاع ہوئی کہ ہانی قتل کر ڈالے گئے تو وہ مذحج کے بہت سے زرہ پوش سوار لیکر دارالامارہ پر چڑھ دوڑا اور تلوارون کی جھنکار گھوڑون کی ٹاپون کی آواز نے ہانی کے دل مین رہائی کے توقعات پیدا کردیئے لیکن افسوس شریح قاضی کی فہمائش اور اس کہنے سے کہ ہانی قتل نہین ہوئے ہین بلکہ بعض مصالح سے ایک محدود زمانہ تک نظر بند کردیئے گئے ہین وہ سب مطمئن ہوکر واپس گئے۔

حضرت مسلم کے لئے یہ موقع بہت سخت تھا، انکا پناہ دینے والا وفادار اور مستقل مزاج بہادر ہانی بن عروہ اُن کی وجہ سے زدوکوب

کی توہین آمیز تکلیف برداشت کرکے دشمن کے قیدخانہ مین ہے اور مسلم کے گرد گھر مین خاندان مراد کی عورتین یا عزیزہ یا نحلاہ کھڑی نالہ وشیون کر رہی ہین۔

کیا اب بھی مسلم بن عقیل چھپے ہوئے بیٹھے رہتے! اس خوف سے کہ یہان میرا قیام معلوم ہوگیا ہے کسی دوسرے قابل اعتماد شخص کے یہان جاکر مخفی ہوجاتے؟ لاواللہ! غیرت بنی ہاشم کا یہ تقاضا نہ تھا، انھون نے یہ طے کرلیا کہ اپنی نہین تو پھر مین بھی نہین۔

طبری نے صاف طور پر تصریح کی ہے کہ لم یکن خروجہ یوم خرج علی میعاد من اصحابہ انما خرج حین قیل لہ ان ھانی بن عروۃ المرادی قد ضرب وحبس "مسلم کا جنگ کے لئے نکلنا اپنے ساتھیون کی اطلاع کے بغیر تھا اور کوئی قرار داد اُس دن کے متعلق نہ ہوئی تھی، وہ ایک مرتبہ اسوقت کھڑے ہوگئے جب اُن کو معلوم ہوا کہ ہانی بن عروہ مرادی کو زدوکوب کے بعد قید کیا گیا ہے۔

(طبری جلد، ص۵۸)

واقعہ کی ناگہانی حیثیت کو دیکھتے ہوئے اب یہ توقع تو کی ہی نہین جاسکتی کہ وہ ۱۸ ہزار بیعت کرنے والے سب ایک دم تین مسلم کے گرد جمع ہوجاتے اور جنگ مین اُنکے ساتھ شرکت کرتے اور پھر جبکہ کوفہ کے محلہ بھی ایک

Presented by Ziaraat.Com

دوسرے کے متصل نہین بلکہ کافی فاصلہ رکھتے تھے۔ ہان یہ محلہ کہ جس مین مسلم کا قیام تھا کافی وسعت رکھتا تھا اور اُسی کے اطراف مین مسلم کے گرد اگرد چار ہزار آدمی موجود تھے اور مسلم کی طرف سے جونہی "یا منصور امت" کا نعرہ بلند کیا گیا جو پہلے سے قرار داد کے مطابق اُن کا شعار یعنی امتیازی نعرۂ جنگ تھا تو اُس وقت شرباشرمی وہ چار ہزار آدمی مسلم کے پاس جمع ہوگئے لیکن اُس محدود وقت مین جبکہ جنگ کے پہلے سے کچھ آثار نہ تھے وہ شاہی منظم فوج سے کہان تک مقابلہ کے لئے طیاری کرسکے ہونگے اسکا فیصلہ ناظرین کی رائے پر ہے۔

اسی کا نتیجہ تھا کہ ابھی مسلم قصر دارالامارہ تک پہونچنے نہ پائے تھے کہ لوگ واپس جانا شروع ہوگئے اور پہونچتے پہونچتے صرف تین سو رہ گئے لیکن ابن زیاد اس خیال سے کہ مسلم کے ساتھ کوئی بڑی جمعیت ہے قصر کے اندر قلعہ بند ہوگیا اور مسلم نے بنی مراد کی ایک جماعت کو لئے ہوئے قصر کا محاصرہ کرلیا رفتہ رفتہ دوسرے لوگ بھی آتے گئے یہانتک کہ مسلم کے پاس کافی اجتماع ہوگیا اور ظہر سے شام تک برابر زد و خورد ہوتی رہی۔

موجودہ جمعیت کہ جو مسلم کے ساتھ محاصرہ مین شریک ہے

درحقیقت مختلف قبائل کے مخلوط مجموعہ کا نام ہے اور قبائل کی رؤسا شیوخ و اشراف قبائل ہین نہ جو ہمارے سابقہ بیانات کے مطابق حکومت وقت کے ہوا خواہ اور پابند فرمان ہین اور ابن زیاد نے بروقت پیش بندی یہ کی ہے کہ آج صبح سے شیوخ و اشراف کو بلا کر اپنے پاس زیر حراست رکھ لیا ہے کہ ان سے حسب موقع کام نکالا جا سکے

اب ابن زیاد نے پہلی تدبیر تو یہ کی کہ شہر کی ناکہ بندی کرادی یعنی چار راستہ اور عام راستون پر پہرے بٹھلا دیئے کہ کوئی مسلم کی مدد کو نہ آسکے اور صورت واقعہ کی بنا پر یہ امر لازمی تھا کہ مسلم کی مدد کو آنے والے مجتمع حیثیت سے کسی لشکر کے ساتھ نہ آتے بلکہ اکا دکا جسکو خبر ہوتی جاتی وہ تنہا یا اپنے بھائی بندون کی معیت مین مسلم کے ساتھ شرکت کے لئے آتا اور وہ فوراً گرفتار کر لیا جاتا۔ چنانچہ عبدالاعلےٰ بن یزید کلبی اپنے گھرانے کے کچھ نوجوانون کو ساتھ لئے ہوئے آرہا تھا جس کو کثیر بن شہاب نے گرفتار کیا اور محلہ بنی عمارہ کی طرف سے عمارہ بن صلخب ازدی نے ہتھیار بدست آکر کرنا چاہا تھا کہ مسلم کے پاس آئین لیکن محمد بن اشعث نے گرفتار کر لیا۔ یہ دونون جانباز مسلم وہانی کی شہادت کے بعد پسر زیاد کے حکم سے قتل کر ڈالے گئے

(طبری جلد ۶ ص ۲۰۶)

اس طرح مسلم سے مختلف اطراف و جوانب کی مدد قطع ہو گئی۔ دوسری

Presented by Ziaraat.Com

جانب اشراف قبائل مامور ہوئے کہ وہ سطح دارالامارہ پر جاکر اپنے اپنے قبیلہ کے لوگون کو پکار کر حکومت شام کی جانب سے تحریص وتہدید کرین اور مسلم کی شرکت سے علیحدہ ہونے پر مامور کرین چنانچہ ان لوگون نے ہمدردانہ لہجہ مین قسمین کھا کھا کر اپنے اپنے قبیلہ والون کو یقین دلایا کہ عنقریب مرکزی حکومت شام کی جانب سے عظیم الشان فوجین آنیوالی ہین جس کے بعد تمھارا جان ومال واولاد سب تلف ہوجائیگا۔

دمشق سے فوجین آنے کی خبر ایسی نہ تھی جو اضطراب پیدا نہ کرے اس خبر سے ایک عام دہشت پیدا ہوگئی۔ حالت یہ تھی کہ

انّ المرأة کانت تاتی ابنها واخاها فتقول انصرف الناس یکفونکه ویجیئ الرجل الی ابنه واخیه فیقول خذ اهبتک والحق باهل الشام فما تصنع بالحرب والشر انصرف فیذهب به

عورتین اپنے باپ بھائی کے پاس آتی اور کہتی تھین کہ چل واپس چل دوسرے لوگ کافی ہین اور باپ یا بھائی اپنے بیٹے بھائی کے پاس آکر کہتا تھا کہ کل دمشق سے لشکر آجائے گا پھر تو کیا کرے گا چل لڑائی سے کنارہ کشی کرکے اور مجبور کرکے اسے اپنے ساتھ واپس لیجاتا تھا

(طبری ص ۲۰۰)

Presented by Ziaraat.Com

نتیجہ یہ ہے کہ مسلم تنہا رہ گئے اور آخر ایک خون ریز صف آرائی کے بعد درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

اب شہر مین خوف و دہشت کی کامل عملداری اور رعب و ہیبت کا پورا دور دورہ تھا لوگ گھرون سے نکلنا خطرناک سمجھتے تھے اور اس لئے چارون طرف سناٹا اور ہو کا عالم تھا اور ایک کو ایک کی خبر نہ تھی۔

انتہا ہی کہ وہی ہانی بن عروہ جن کے ہمراہ رکاب ۱۲ ہزار مسلح سوار ہوتے تھے اور جن کے قتل کی غلط خبر سننے پر دار الامارہ کچہری ہوئی تلوارون کے حلقہ مین آگیا تھا آج مشکیں کسے ہوئے بازار مین لائے جا رہے ہین" وہ پکار رہے ہین کہ وامذحجاہ ولا مذحج لی الیوم وامذحجاہ و ابن عمی مذحج" کہان ہین میرے قبیلہ والے بہادر بنی مذحج، لیکن نہیں آج میرے لئے مذحج نظر نہین آتے" لیکن کوئی ایک متنفس بھی انکی طرف رخ کرتے دکھلائی نہین دیتا یہان تک کہ ابن زیاد کا غلام ترکی اپنی تلوار سے انکے سر و تن مین جدائی کر دیتا ہے

یہی عبرت خیز مناظر وہ ہین جو دنیا کی ہر حقیقت کو مجازا اور واقعیت کو اعتبار قرار دینے کا تخیل پیدا کر دیتے ہین اور جاہ و ثروت یا قوم و قبیلہ کی کثرت پر اعتماد کو غلط سمجھنے پر مجبور کرتے ہین۔

شیعیان اہلبیت اور حسینؑ بن علیؑ کے ہمدرد جو مٹھی بھر سے زیادہ

Presented by Ziaraat.Com

نہ تھے اس وقت عجیب عالم میں تھے، انکو چھپنے کے لئے گوشہ نہ ملتا تھا
تھی جبکا انہیں شوار ہو رہا تھا۔ ابن زیاد کو معلوم تھا کہ عنقریب حسینؑ
بن علیؑ تشریف لانے والے ہیں اور اگرچہ ہمتیں پست ہو چکی ہیں لیکن
اُن کے آنے سے کہیں پھر انقلاب پیدا نہ ہو جائے لہذا اس نے تلاش
کر کے ہر ان اشخاص سے اندیشہ ہو سکتا تھا انھیں قید کرنا شروع کیا
چنانچہ مختار بن ابو عبیدہ ثقفی جو مسلم کے خروج کے وقت کوفہ میں موجود
نہ تھے اور اُسی دن اطلاع پا کر آئے لیکن ایسے وقت پہونچے کہ مسلم کی
جنگ ختم ہو چکی تھی اور عمرو بن حریث نے رایت امان بلند کیا تھا کہ جو شخص
اسکے نیچے چلا آئے اُس کا جان و مال محفوظ ہے لیکن مختار کو امان نہ ملی
اور وہ یا بزنجیر کر دیئے گئے اور اسی طرح عبداللہ بن حارث بن نوفل
اور دیگر اشخاص،

اور ادھر حاکم اعلیٰ یزید نے بھی مسلم بن عقیل کے قتل کی خبر معلوم
ہونے کے بعد ابن زیاد کو حسینؑ بن علیؑ کے قصد عراق پر مخصوص طور سے
توجہ دلاتے ہوئے لکھا۔

انہ قد بلغنی ان الحسین بن علی قد توجہ نحو العراق فضع
المناظر والمسالح واحترس علی الظن وخذ علی التھمۃ

"مجھ کو خبر معلوم ہوئی ہے کہ حسینؑ بن علیؑ عراق کی طرف متوجہ ہو چکے ہیں

اب تم ہوشیاری کے ساتھ جاسوس مقرر کرو اور سنگر نگاہ اور وہم و گمان بھی خطرہ کا ہو تو اس سے تحفظ کرو اور بدگمانی جس پر ہو اسے فوراً گرفتار کرلو

(طبری ص ۲۱۵)

اب کیا تھا، قید و بند کا سلسلہ جاری ہو گیا اور جیلخانے قیدیوں سے چھلکنے لگے اس سیاست کی نوعیت کا اندازہ ابن زیاد کی اس تقریر سے جو یزید کی ہلاکت کے موقع پر اس نے کی ہے اس فقرہ سے ہوتا ہے

وما ترکت لکم ذا اظنّتہ اخاف علیکم الّا وھو فی یدیکم ۔ کوئی ایسا شخص نہیں جس پر گمان بھی ہو سکتا تھا کہ وہ حکومت کی مخالفت کریگا مگر یہ کہ وہ قید خانہ کے اندر ہے ۔ (طبری جلد ۷، ص ۱۸)

نیز اس گفتگو سے جو اس موقع پر جبکہ وہ بعد ہلاکت یزید بصرہ سے فرار ہو کر دمشق جا رہا تھا ہشیم نے عوف بن شریح شیکری سے کی ہے جسمیں اس نے کہا کنت اقول لیتنی کنت اخرجت اھل السجن فضربت اعناقھم میں ابھی اپنے دل میں کہہ رہا تھا کہ کاش میں نے ان لوگوں کو جو قید خانہ میں بند تھے نکالکر گردن زنی کا حکم دیدیا ہوتا (اسلئے کہ وہی لوگ بعد میں انقلابات کا سبب ہوئے) (جلد ۷، ص ۲۰)

اس صورت سے حکومت کی طرف سے شہر کے داخلی حالات پر پورا قابو حاصل کر لیا گیا جس کے بعد کسی متنفس میں اتنی مجال نہ رہی کہ وہ فی الفور

کا نام بھی زبان پر لائے۔ اب اُس کی توجہ خارج کی طرف ہوئی کہ کیسی بصرہ
و مدائن اور دیگر اطراف کے لوگ کہ جہان شیعہ کافی تعداد مین ہین آکر
ہوئی دراندازی نہ کرین، نیز حسینؑ بن علیؑ کہ جنکا آنا قریبی زمانہ مین متوقع ہے
اُنکے ساتھ کسی ساز و باز کے لئے کوئی جماعت باہر نہ جانے پائے۔
اس کے لئے حدود کی ناکہ بندی ہوئی اور قادسیہ مین جو حجاز و عراق و شام
کے خطوط سیر کا متصل اجتماع تھا کئی ہزار سواروں کے ساتھ حصین بن تمیم کو مقرر
کیا گیا جو اب تک کوفہ کی حیثیت رکھتا تھا اور واقصہ سے لیکر قطقطانہ
تعلبیہ، اور خفان اور اطراف و جوانب مین جو شام اور بصرہ کے راستے تھے
اُن سب مین لشکر پھیلا دیا گیا یہان تک کہ نہ کوئی شخص آسکتا تھا اور نہ باہر
جاسکتا تھا چنانچہ قیس بن مسہر صیداوی اور عبداللہ بن یقطر جو امام حسینؑ
کے فرستادہ اہل کوفہ کے نام خط لیجا رہے تھے وہ اسی قادسیہ مین پہونچکر
حصین کے ہاتھون گرفتار ہوئے اور خود حضرت سید الشہدا ارجبان حیہ و
مین پہونچے اور صحرائی عربون سے حالات کو دریافت کیا تو اُنھون نے کہا لا واللہ
ساندری غیر انا لا نستطیع ان نلج ولا نخرج خدا کی قسم ہمین اور کچھ نہین
معلوم لیکن اتنا ہے کہ ہم نہ اندر جاسکتے ہین اور نہ باہر نکل سکتے ہین"
حر بن یزید ریاحی جو ایک ہزار کے لشکر سے امام حسینؑ کا سد راہ ہوا تھا وہ
بھی اسی فوج مین سے تھا کہ جو قادسیہ مین حصین کی سرکردگی مین مقرر تھی

یہ سب اسی لئے تھا کہ کوئی امام حسینؑ کی مدد کے لئے کوفہ سے نہ آسکے یہانتک کہ طرماح بن عدی اپنے تین ساتھیون کے ساتھ جب کوفہ سے غیر معروف راستہ سے آکر امام حسینؑ کے ساتھ ملحق ہوئے ہین اُسوقت حر نے آکر حضرت سے کہا کہ "یہ لوگ جو اہل کوفہ مین سے ہین آپ کے ساتھ مدد کو آئے ہین لہذا مین انکو گرفتار کرتا ہون یا کوفہ واپس جانے پر مجبور" لیکن حضرت کے اس فرمانے پر کہ "اب جبکہ یہ میرے پاس پہونچ گئے ہین تو میرے بھی اصحاب و انصار مین داخل ہین اور اب انکی حفاظت مجھ پر فرض ہے لہذا ممکن ہے کہ مین ان کو تمھارے سپرد کردون" اُسکو ساکت ہونا پڑا

(طبری جلد ۶ ص ۲۳۰)

اس موقع پر کہ جب امام حسینؑ کربلا مین پہونچ چکے تھے خود ابن زیاد نے کوفہ سے نکل کر نخیلہ مین اپنا مرکز قرار دے لیا تھا اور دنیا افواج کا معائنہ ہوتا تھا اور انھین ترتیب دیکر کربلا روانہ کیا جاتا تھا۔

(تصدیق کے لئے دیکھو طبری جلد ۶ ص ۲۴۰)

وہ لوگ جو ابن زیاد کی طرف سے روانہ کئے جاتے تھے اُن مین سے بعض امام حسینؑ سے جنگ کو ناپسند کرتے ہوئے لشکر سے نکلکر کوفہ واپس جاتے تھے جس کے لئے ابن زیاد نے سوید بن عبدالرحمن منقری کو کچھ سوارون کے ساتھ کوفہ روانہ کیا کہ جو ایسا شخص وہان ملے اُس کو گرفتار کرکے روانہ

Presented by Ziaraat.Com

کیا جاسکے سوید نے ایک شخص کو اہل شام میں سے جو کوفہ کسی اپنے ذاتی معاملہ
کے لئے بغرض گرفتار کرکے ابن زیاد کے پاس بھیجا اور اس نے بیعت
دائم کرنے کے لئے اس کو قتل کرادیا۔ اس کے بعد وہ تمام لوگ جو ٹھہر گئے تھے
متفرق کربلا روانہ ہوگئے (الاخبار الطوال ص ۲۵۲)

ان بیانات سے صریحی طور پر چند نتیجے مرتب ہوتے ہیں۔

(۱) کوفہ کی جماعت شیعہ میں جو ۱۲ ہزار کی بھرتی بتائی گئی ہے اور جنکو نصرت
کا خیال ہوسکتا تو ایک کثیر تعداد بیعت کرلی گئی تھی اور اس طرح نہ معلوم کتنے
ہمت اور بیگرا تاص ہونگے جو اگر باہر ہوتے تو اپنی جان حسینؑ پر سے نثار کرتے
لیکن اس موقع پر وہ تاریک و تار زندان میں مقید تھے۔

(۲) حدود کی تاکہ بندی اور راستوں کے انسداد نے کوفہ کے رہنے
سے اشخاص کے لئے جن میں جذبہ نصرت سیدؑ ہوسکتا تھا حضرتؑ کو پہنچنا
کروشوار سے دشوار بنا دیا تھا اور اگر وہ آنے کا قصد کرتے بھی تو یقیناً بیچ
میں کہ جو بالکل کوفہ کے نکڑ پر کربلا کے راستہ میں تھا گرفتار کرلئے جاتے
یا آگے بڑھ کر قادسیہ وخفان و قطقطانہ و لعلع وغیرہ کی منزلوں پر
وہ دستگیر ہوجاتے۔

(۳) ابن زیاد کی طرف سے یہ اہتمام تھا کہ کوئی جنگ آزما شخص کوفہ
میں ایسا باقی نہ رہ جائے جو حسینؑ کی جنگ کے لئے نہ نکلے اور اس طرح ان انزاد

Presented by Ziaraat.Com

کے لئے جو حسینؑ کے مقابلہ سے نفرت کرتے تھے اس جرم سے محافظت کی جان و مال کی ضامن بنلی تھی۔

لیکن باوجود ان دشواریوں کے ان ہمت شکن مشکلات کے ان طاقت مصائب کے ہم دیکھتے ہیں کہ وہ افراد شیعہ جو حسینی دعوت کے بانی و مبلغ اور اس تحریک کے داعی و مروج تھے جنھوں نے وفاداری کا اقرار اور جانبازی کا عہد کیا تھا وہ کسی نہ کسی طرح حسینؑ بن علیؑ تک پہنچ گئے اور اپنی جانیں اُنکے قدموں پر نثار کر دیں

یاد کرو وہ وقت کہ جب مسلم بن عقیل نے امام حسینؑ کا خط پڑھ کر سنایا تھا تو کون لوگ تھے اُسوقت تقریر کرکے عہد نصرت فدا کاری کرنے والے بیشک وہ تین آدمی تھے عابس بن ابی شبیب شاکری۔ حبیب بن مظاہر سعید بن عبداللہ حنفی۔

کون تھا مسلم بن عقیل کا وکیل و نائب اور رازداری کے ساتھ حسینؑ کی بیعت لینے والا؟ یقیناً وہ مسلم بن عوسجہ اسدی تھے۔

کون تھا مسلم کے ادارۂ اسلحہ کا منتظم اور جمع اموال کا مؤتمن و معتمد؟ بلاشبہہ وہ صرف ابو ثمامہ صیدادی تھے۔

پھر کیا یہ وہ لوگ نہیں ہیں جنھوں نے ثابت قدمی و استقلال کے ساتھ آخر نفس تک حسینؑ کا ساتھ نہیں چھوڑا اور آخر آنکی لاشیں حسینؑ کے قدموں

Presented by Ziaraat.Com

خاک وخون مین تڑپتی ہوئی نظر آئین۔

ان کے علاوہ بھی حسینی جماعت مین زیادہ تر کوفہ کے شیعہ تھے جیسے بریر بن خضیر حافظ قرآن مجید جنکو دیکھکر لشکر عمر سعد مین کہا گیا تھا ان ھذا بریر بن خضیر القاری الذی کان یقرأ القرآن فی المسجد

"یہ تو وہی بریر بن خضیر ہین جو ہم کو مسجد مین بیٹھکر قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے"

(طبری جلد ۶ صـ ۲۴۷)

اور انس بن حارث اسدی صحابی رسول جنکا تذکرہ ابن اثیر جزری نے اسد الغابہ مین اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے اصابہ مین کیا ہے، ابن اثیر کا قول ہے کہ۔

عداده فی الکوفیین وکان جاء الی الحسین ع عند نزوله فی کربلاء والتقی معه لیلا فیمن ادرکته السعادة

"انکا شمار اہل کوفہ مین ہے اور یہ امام حسینؑ کی خدمت مین پہونچے تھے اُسوقت جب آپ کربلا مین اتر چکے تھے اور شب کے وقت حضرت کے پاس پہونچے اُن لوگون کے ذیل مین جنکے بخت نے یاوری کی تھی۔

اور نافع بن ہلال جملی جو کوفہ کے قبیلہ مذحج سے تھے، وہ ظلم مین ہمعہ شبامی اور یزید بن زیاد بن مہاصر ابو الشعثاء کندی اور مجمع بن عبد اللہ عائذی اور عائذ بن مجمع اور عمر بن خالد صیداوی اور جنادہ بن حارث

ثمالی اور سوید بن عمرو بن ابی المطاع خثعمی اور موقع بن ثمامہ اسدی صیداوی اور سیف بن حارث بن سریع ہمدانی اور مالک بن عبداللہ بن سریع اور سوار بن منعم ہمدانی اور عمر بن قرظہ انصاری اور نعیم بن عجلان انصاری اور عبداللہ بن بشیر خثعمی اور حارث بن امرأ القیس کندی اور بشر بن عمر کندی اور عبداللہ بن عروہ وعبدالرحمن بن عروہ غفاریین اور عبداللہ بن عمیر کلبی اور سالم بن عمرو کلبی اور مسلم بن کثیر ازدی اور مالک بن عبداللہ ازدی اور قاسم بن حبیب ازدی اور زہیر بن سلیم ازدی اور نعمان بن عمرو وحابس بن شماخ ازدیین اور مسعود بن حجاج تیمی اور بکر بن حی تیمی اور عون بن مالک تیمی اور عمر بن ضبیعہ تیمی اور حباب بن عامر تیمی اور امیہ بن سعد طائی وشمر بن ذی الجوشن عامری اور کنانہ بن عتیق ثعلبی اور قاسط بن زہیر وکردوس بن زہیر ومقسط بن زہیر ثعلبیین اور حجلۃ بن علی شیبانی وغیرہ

یہ تو وہ لوگ ہین جنھون نے اپنی جان پر کھیل کر عہد وفا کو پورا کرنے کے لئے اپنے تئین کسی نہ کسی طرح حسینؑ کے قدمون تک پہنچا دیا لیکن جو لوگ شیعی جماعت مین سے حسینؑ بن علیؑ کی نصرت کے لئے نہ پہونچے یا نہ پہونچ سکے اُن مین سے بھی کسی متنفس کا حسینؑ کے مقابلہ مین کربلا مین موجود ہونا پایا نہین جاتا بلکہ تاریخی نصوص وشواہد متفقہ طور پر اُن کو قاتلان امام حسینؑ سے علیحدہ

Presented by Ziaraat.Com

بتلا رہے ہیں۔ امام محمد بن جریر طبری کا بیان ہے۔

لما قتل الحسین بن علی رجع ابن زیاد من معسکرہ بالنخیلۃ فدخل الکوفۃ تلاقت الشیعۃ بالتلاوم والتندم ورأت انہا قد اخطأت خطأ کبیرا بدعائہم الحسین الی النصرۃ وترکہم اجابتہم لم ینصروہ ورأوا انہ لا یغسل عارہم والاثم فی مقتلہ الا بقتل من قتلہ او القتل فیہ۔

"جب حسینؓ بن علیؓ قتل ہو گئے اور ابن زیاد اپنے لشکرگاہ سے جو نخیلہ میں قرار دیا گیا تھا واپس جا کر کوفہ میں داخل ہوا تو شیعوں نے ایک دوسرے سے ملاقات کرنے کے ایک دوسرے پر ملامت اور اپنی کمزوری پر ندامت کا اظہار شروع کیا اور وہ سمجھے کہ ہم سے بڑا جرم ہوا کہ ہم نے حسینؓ کو نصرت کے وعدہ پر دعوت دی پھر جب وہ آئے تو ہم اُنکی نصرت کو نہ گئے اور وہ ہمارے پڑوس میں قتل کر ڈالے گئے اور ہم نے کچھ اُنکی مدد نہ کی اور اُنھوں نے دیکھا کہ یہ عار و ننگ ہم سے دور نہیں ہو سکتا۔ مگر اس طرح کہ ہم اُن لوگوں کو جو اُن کے قتل میں شریک ہوئے ہیں قتل کریں یا خود اس سلسلہ میں اپنی جانیں نثار کر دیں۔ (طبری جلد ۷ ص ۴)

کیا اس عبارت سے صاف طور پر ظاہر نہیں ہوتا کہ شیعہ جماعت قاتلانِ

امام حسینؑ کی جماعت سے جداگانہ تھی اور پہلی جماعت پر جو الزام ہے وہ یہ کہ انھون نے مدد نہین کی اور دوسری جماعت وہ ہے جسکے قتل کردہ اپنے جرم کا کفارہ سمجھتے ہین۔

پھر سلیمان بن صرد خزاعی کے مکان پر اجتماع ہوا اور اس موقع پر مسیب بن نجبہ نے جو تقریر کی ہے وہ یہ ہے کہ "ہم بہت اپنی صداقت پر ناز رکھتے تھے اور اپنی جماعت شیعہ کی مدح وثنا کیا کرتے تھے لیکن خدا نے ہمارا امتحان لیا اسوقت معلوم ہوا کہ ہمارے دعوے غلط ہین۔ ہم نے حسینؑ کو دعوت دی، اُنکے پاس پیغام بھیجے کہ آیئے ہم مدد کرینگے لیکن جب وہ آئے تو ہم نے اپنی جانون کو چھپایا یہان تک کہ وہ ہمارے پڑوس مین قتل ہوگئے، نہ ہم نے اپنے ہاتھون سے اُنکی نصرت کی اور نہ اپنی زبان سے اُنکی حمایت کی اور نہ اموال سے اونکو تقویت پہونچائی اور نہ اپنے اپنے قبیلہ کو اُنکی نصرت پر آمادہ کیا، اب خدا ورسول کو کیا جواب دینگے جبکہ ہمارے ملک مین فرزند رسولؐ قتل کر ڈالا گیا۔ بیشک ہمارا کوئی عذر سننے کے قابل نہین لیکن اب یہ موقع ہے کہ اُن کے قاتل کو اور جن لوگون نے اُن کے قتل مین شرکت کی ہے اُنھین قتل کرین یا اسی سلسلہ مین اپنی جانین نثار کردین (ص ۴۵)

یہ بھی صحیح طور پر اسکی دلیل ہے کہ قاتلان حسینؑ یا قتل حسینؑ مین شرکت

Presented by Ziaraat.Com

کرنے والی جماعت جماعت شیعہ سے کوئی تعلق نہ رکھتی تھی

اس کے بعد جبکہ سلیمان بن صرد اس جماعت کے قائد اعظم کی حیثیت سے منتخب ہوگئے تو انھوں نے جو تقریر کی ہے اور جس کو وہ برابر ہر جمعہ میں دہرایا کرتے تھے اس کا مختصر اقتباس یہ ہے کہ

انا کنا نمدّ اعناقنا الی قدوم آل نبینا ونمیہم النصر ونحثہم علی القدوم فلما قدموا ونینا وعجزنا وادھنّا وتربصنا وانتظرنا ما یکون حتی قتل فینا ولد بنا ولد نبیّنا وسلالتہ وعصارتہ و ابضعتہ من لحمہ ودمہ اذ یستصرخ ویسأل النصف فلا یعطاہ اتخذہ الفاسقون غرضا للنبل ودریۃ للرماح حتی افصدوہ۔

ہم لوگ گردنیں اٹھا اٹھا کر اشتیاق کے ساتھ اہلبیت رسولؐ کی تشریف آوری کے منتظر تھے اور انکو نصرت کی امیدیں دلاتے تھے اور آنے پر آمادہ کرتے تھے لیکن جب وہ آئے تو ہم نے کمزوری کی اور عاجز رہے اور سستی کو کام میں لائے اور منتظر رہے کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے یہانتک کہ ہمارے ملک میں اور ہمارے قریب ہی فرزند رسولؐ قتل کر ڈالے گئے جبکہ وہ فریاد کر رہے تھے لیکن کوئی انصاف سے کام نہ لیتا تھا، فاسقین کی جماعت نے ان کو اپنے تیروں کا نشانہ اور نیزوں کا سر مشق بنا لیا یہانتک

Presented by Ziaraat.Com

کرام حسین شہید کربلا (صـ۱۷۹)

اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ کوفہ ہی مین رہ گئے تھے اور قتل حسینؑ مین شرکت کرنے والی جماعت شامیون سے جدا گانہ ہے۔

پھر وہ موقع کہ جب یزید ہلاک ہوا اور سلیمان بن صرد کے پاس شیعی جماعت کے بہت سے افراد نے آکر کہا کہ اسوقت حکومت کے ارکان بہت متزلزل ہے ہین موقع ہے کہ ہم انتقام کے لئے اٹھ کھڑے ہون اور اُنکے قاتلون کو جن کو ہم قتل کرین اُسوقت سلیمان نے جو تقریر کی وہ یہ ہے۔

انی قد نظرت فیما تذکرون فرأیت ان قتلة الحسین هم اشراف اهل الکوفة وفرسان العرب وهم المطالبون بدمه ومتی علموا اما تریدون وعلموا انکم المطلوبون کانوا اشد علیکم ونظرت فیمن تبعنی معکم فعلمت انهم لو حرجوا الیه سارکوا ثارهم ولم یشفوا انفسهم ولم یناکوا فی عدوهم وکانوا لهم خذلا ولکن ثبوا دعاتکم فی المصر الخ

"مین نے اس معاملہ مین غور کیا تو یہ دیکھا کہ قاتلان حسینؑ کوفہ کے سربرآوردہ اشخاص اور شیوخ و اشراف قبائل ہین اور اُنہی کے اوپر حسینؑ کے قتل کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور جب یہ لوگ تم لوگون کے ارادہ کی خبر پائینگے اور یہ معلوم ہوگا کہ اسکا اثر اُنپر پڑیگا تو وہ سختی سے تمھاری مخالفت پر آمادہ ہوجائینگے اور مین نے اندازہ

Presented by Ziaraat.Com

یا اُن لوگون کا جو میرا ساتھ دینے پر آمادہ ہین تو معلوم ہوا کہ وہ اتنی تعداد
مین نہین کہ اُنکے خروج کرنے سے نہ تو انتقام لیا جا سکتا تھا اور نہ مقصد حاصل ہو
اور نہ دشمن لوگون کو کوئی نقصان پہنچ سکتا ہے لہذا یہ سب کو معلوم ہونا چاہئے
ڈالدیئے جائین گے لہذا مناسب یہ ہے کہ تم اپنے دعاۃ و مبلغین اطراف واکناف
مین روانہ کرکے لوگون کو اپنی موافقت پر آمادہ کرو (طبری صفحہ ۵۱)

اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قتل حسینؑ سے دو سردار آخاص تبلیغ و اشاعت
قبائل تھے جنکی مذہبی حقیقت مختصر طور پر ہم نے سابق مین واضح کردی اور
یہ کہ جماعت شیعہ سے اُن سے کوئی تعلق نہ تھا نیز اس شیعی جماعت کی جو کوفہ مین
موجود تھی تو داد بھی معلوم ہو جاتی ہے کہ وہ کوئی نمایان حیثیت نہ رکھتی تھی۔
پھر وہ تقریر جو عبید اللہ بن عبد اللہ سری کی زبان سے تاریخ مین درج ہوئی ہے بھی
ہے کہ قتلہ حسینؑ وخذلہ ولیہ فویل لقاتل وسلامۃ لمن خذل ذا اللہ
لم یجعل لقاتلہ حجۃ ولا لخاذلہ معذرۃ الا ان ینا صح اللہ فی التوبۃ
فیجاھد القاتلین وینابذ الفاسطین۔

فرزند رسولؐ کے لئے ڈٹ قتل کرنے پر آمادہ ہوگئے اور دوستون نے
انکی مدد نہ کی ایسے عذاب کے مستحق ہین اُنکے قاتل اور سرزنش کے لائق ہین
اُنکے چھوڑ دینے والے نہ اُنکے قاتل کے لئے خدا کے یہان کوئی حجت ہے اور
نہ اُنکے بے مددگار چھوڑنے والون کا کوئی عذر قابل سماعت ہے۔ مگر یہ کہ وہ

Presented by Ziaraat.Com

اب سچے دل سے توبہ کرکے اُنکے قاتلون سے جہاد کرین اور ظالمون سے جنگ کرین
وہ وقت کہ جب یہ لوگ بعزم جہاد کوفہ سے کربلائے معلیٰ آکے ہین اس موقع
پر مثنی بن مجزبہ نے جو تقریر کی تھی اُس مین یہ فقرات قابل نوجہ ہین۔

قد قتلهم قوم نحن لهم اعداء ومنهم برآء وقد خرجنا
من الديار والاهلين والاموال ارادة استيصال من قتلهم
حسینؑ وانصار حسینؑ کو ایک ایسی جماعت نے قتل کیا جنکے ہم دشمن اور
جنسے ہم بیزار ہین اور اب ہم اپنے اہل وعیال کو چھوڑکر اپنے گھر سے اس لئے
نکلے ہین کہ اُنکے قاتلون کے رگ وریشہ کو فنا کرین (ص ۲۷)

اِن تاریخی نصوص وشواہد سے آفتاب کی طرح روشن ہوجاتا ہے کہ جماعت
شیعہ مین سے کوئی شخص بھی قتل امام حسینؑ کے لئے کربلا مین موجود نہ تھا۔

بیشک، پھر جو سب سے بڑا جرم عائد ہوسکتا ہے جس کے وہ خود معترف تھے
وہ نصرت حسینؑ سے کنارہ کشی کرنا اور حضرت پر اپنی جانین نثار کردینے مین کوتاہی
کرنا اگرچہ یہ جن اسباب وعلل اور مشکلات وموانع پر مبنی تھا اُنکو کافی توضیح کے
ساتھ حوالۂ قلم کیا جاچکا ہے پھر بھی ہم اس کو جرم تسلیم کرنے پر تیار ہین لیکن اس جرم
سے سنگین تر نہین کہ رسولؐ کو میدان جنگ مین دشمنون کے نرغہ مین تنہا چھوڑکر اپنی
جان کی حفاظت کے لئے فرار کرین اور حضرت عثمان کو خود دار، خلاف اور سرکر
حکومت مدینہ منورہ کے اندر مصر سے آئی ہوئی فوجون کے حلقہ

Presented by Ziaraat.Com

اندر محصور چھوڑ کر تماشا دیکھتے رہیں اور اونکے قتل ہوجانے کے تین دن بعد تک اونکی لاش دفن کرنے کی بھی جرأت نہ کریں۔

یاد رہے کہ رسولِ اکرمؐ کے ساتھ صحابہ کرام میں سے جنگ احد میں دس آدمی بھی نہ رہے تھے اور جنگ حنین میں بارہ سے زیادہ لڑائی میں نہ ٹھہرے تھے اور یوم الدار حضرت عثمان کی مدد کے لئے اُنکی ماننے والی جماعت میں سے بیس آدمی بھی جان نثار دکھلائی نہ دیتے تھے لیکن فرزند رسولؐ حسینؑ بن علیؑ کے ساتھ جماعت شیعہ میں سے عزیز و اقارب کو چھوڑ کر کم از کم چون ۵۴ آدمی جانمیں قربان کرنے والے نکل آئے تھے۔

کیا اسکے بعد بھی غیرت کا تقاضا ہے کہ جماعت شیعہ کو حسینؑ کی نصرت میں کوتاہی کا طعنہ دیا جائے یا اس سے بڑھ کر اُن پر قتل حسینؑ کا غلط اور بے بنیاد الزام لگایا جائے۔ والسّلام

لکھنؤ

علی نقی النقوی عفی عنہ
محرم ۱۳۵۱ھ

Presented by Ziaraat.Com

ضمیمہ

قاتلانِ حسینؑ کی روسیاہی کے بیان میں

یا

قاتلانِ حسینؑ کو شیعہ کہنے والوں کے دلائل

خیالات کا اختلاف اگر صداقت و حقیقت پر مبنی ہو تو اُنکا ایک نقطۂ استخار پر مجتمع ہو جانا کوئی دشوار نہیں، با اصول اور آئینی بحث و تحقیق اور دل نشین ادلّہ و براہین کی مقناطیسی کشش یقیناً انصاف کی شرط کے ساتھ مختلف آراء و افکار کو ایک صحیح مرکز پر لا سکتی ہے لیکن جب خیالات جذبات کے ماتحت اور اقوال سخن پروری و تعصب نفسانی کے پابند ہوں تو اونکی شکست کبھی شکست نہیں قرار پاتی، باطل شکن دلائل کی ہزار زدوں پر آنے کے بعد اُنکی تیوریوں پر بل نہیں آئے گا اگر دھتی نہ جو جھڑ گئی۔ مرغ کی ایک ٹانگ کے بجائے دو ٹانگیں ہو جائیں نامحن ہے۔ اس قسم کے خیالات

کی پہچان یہ ہے۔

(۱) اکثر دلائل مین مصادرہ علی المطلوب کی جھلک نمایان ہوتی ہے
پھیر کر کے خود دعوے کو دلیل مین پیش کر دیا جاتا ہے۔

(۲) کہی ہوئی باتون کو جنکا جواب ہو چکا ہے الفاظ کو ادل بدل کے
پھر پیش کر دیا جائے تاکہ گفتگو کا سلسلہ قطع نہو اور عوام کی نظرون مین اپنی کم
فہمی و نہمیدستی کا مظاہرہ نہونے پائے۔

(۳) سلسلہ بحث مین خواہ مخواہ خارج از بحث باتون کو چھیڑ کر نام نہاد
کے دماغون کو اُلجھانے کی کوشش کی جائے تاکہ وہ اصلی نقطہ بحث کے تعلق
صحیح رائے سہولت سے قائم نہ کر سکین۔

(۴) علمی و مذہبی باتون مین ذاتیات کا سوال درمیان مین لا کر اور
مخاطب کی شخصیت پر حملہ کر کے محاذ جنگ کو بدلنے کی کوشش کی جائے۔

(۵) عقل و منطق اور تاریخ و حدیث کے قطعی اصول سے کنارہ کشی کر کے
خطابات کے دامن مین پناہ لی جائے اور عوام کی سادہ لوحی سے فائدہ اٹھا کر
ایسی سطحی باتین پیش کر دی جائین جن پر جاہل عوام امنا وصدقنا کہہ دین
چاہے حقیقت شناس اور باخبر افراد اُن کو کتنا ہی سُبک اور غیر وقیع
خیال کرین۔

قاتلان حسینؑ کو شیعہ بنانے کے جو دلائل ہمارے پیش نظر ہین اُن مین ایسی ہی

حاضر کار فرما ہین اور یہ خصوصیات اُن مین نمایان طور پر نظر آرہے ہین جس کا احساس باخبر افراد خود کر سکتے ہین۔

ان دلائل کا مناظرانہ جواب تو قوم کے مناظرین کا حق ہے جس کو وہ خوب ادا کر رہے ہین لیکن مین تو اپنے مسلک کا پابند رہتے ہوئے جو مناظرہ سے تعلق نہین رکھتا اِن دلائل پر ایک اجمالی روشنی ڈالنا چاہتا ہون جس سے معلوم ہوگا کہ یہ دلائل ایک بحث کے محققانہ فیصلہ کے لئے کہانتک کافی ہو سکتے ہین۔

پہلی دلیل نہج البلاغہ کے وہ اقتباسات جنمین امیر المومنین حضرت علی علیہ السّلام نے اپنے ساتھیون کی بیوفائی اور بدسلوکی کا اظہار فرمایا ہے اور اُنکی شکایت کی ہے، اُنکو نافرمان، بے وفا، بزدل، خائن، مفسد، حیلہ ساز، بدعہد، ناقابل اعتماد، بے غیرت وغیرہ وغیرہ اوصاف سے موصوف فرمایا ہے پھر جب شیعون کی یہ حالت ہو تو انسے قتل حسینؑ کیا مستبعد ہے جو لوگ حضرت علیؑ کے ساتھ یہ برتاؤ کر سکتے ہین وہ امام حسینؑ کے ساتھ بدرجۂ اولیٰ اوس سے بڑھکر کر سکتے ہین۔

اس استدلال کی منطقی کمزوری اور اساسی بے بنیادی سے قطع نظر کرتے ہوئے صرف اس غلط فہمی پر توجہ کرو کہ امیر المومنینؑ نے جن لوگون کی مذمت فرمائی ہے وہ شیعہ تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

اور لطف یہ ہے کہ یہ شائع کیا جا رہا ہے ہمارے رسالہ "قاتلان حسینؑ کا مذہب" کے دوسرے ایڈیشن کے بعد جس مین ایک مستقل باب "عام اہل کوفہ کا مذہب" کے عنوان سے درج کیا جا چکا ہے۔

اب رسالہ کا تیسرا ایڈیشن تمھارے سامنے ہے، اس مین نکال کر اس باب کا مطالعہ کرلو اور پھر خیال کرو کہ اس جواب کے بعد اس سوال کا دہرانا اپنی استدلالی بے مائگی کا ثبوت دینا نہین تو کیا ہے؟ اس مین ہم نے بہت سلجھے ہوئے لفاظ مین دو تنقیحین قائم کردی ہین۔

(۱) حضرت علیؑ کی بیعت کرکے آپ کے ساتھ لڑائیون مین شریک ہونے والون نے آپ سے رسولؐ کے بعد بحیثیت وصی برحق و خلیفہ بلافصل بیعت کی تھی یا پہلے دوسرے تیسرے دور کے بعد بحیثیت خلیفہ رابع کے؟

(۲) حضرت علیؑ کو خلیفہ چہارم ہونے کی حیثیت سے امام تسلیم کرنے والا کس مذہب کا شخص ہوسکتا ہے؟

دونون باتون کا جواب ظاہر ہے۔ اس مین کوئی شبہ نہین کہ حضرت علیؑ کو ظاہری خلافت کے دور مین چوتھے ہی درجہ پر تسلیم کیا گیا تھا اور آپ کے ساتھی بحیثیت خلیفہ رابع ہی کے آپکی اطاعت کے فرض کو انجام دے رہے تھے اور یہ بھی واضح ہے کہ حضرت امیرؑ کو چوتھے نمبر پر خلیفہ سمجھنے کا عقیدہ مذہب

Presented by Ziaraat.Com

اہل سنت سے تعلق رکھتا ہے اب بتلاؤ کہ حضرت علیؑ کو اپنے اصحاب سے جو شکایتیں پیدا ہوئیں اور جو افسوسناک صورتیں پیش آئیں اُنکی ذمہ داری کس جماعت کی طرف عائد ہوتی ہے؟

خود نہج البلاغہ میں حضرت امیرالمومنینؑ نے جس طرح اپنے ساتھیوں کی شکایتیں کی ہیں اور اُن سے طرح طرح کی بیزاری کا اظہار کیا ہے اُسی طرح اُنکے مذہب پر بھی روشنی ڈالدی ہے اور بتلادیا ہے کہ وہ آپکی ہوا خواہی کا دم کس عقیدہ کی بنا پر بھرتے تھے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو نہج البلاغہ مطبوعہ مصر محمدی جلد ۲ صفحہ ۱۷ و ۱۸ شرح شیخ محمد ابن عبدہ ج ۲ ص

انہ یجبنی القوم الذین بایعوا ابابکر وعمر وعثمان علی ما بایعتم علیہ فلم یکن للشاہد ان یختار ولا للغائب ان یرد وانما الشوریٰ للمہاجرین والانصار۔

"میرے بیعت کی انہی لوگوں نے جنھوں نے بیعت کی تھی ابوبکر و عمر و عثمان کی اسی اصول کی بنا پر جس پر اُنکی بیعت کی تھی لہذا اُس معاملہ کے لحاظ سے موقع پر موجود رہنے والے کو دوبارہ نظر ثانی کا حق نہ تھا اور نہ ایسے شخص کو جو موجود تھا اُس فیصلہ کو مسترد کرنے کا حق پیدا ہو سکتا ہے اور شوریٰ مہاجرین و انصار کے ساتھ مخصوص ہے"

اب تو امیرالمومنینؑ کے ساتھ والوں کا مذہب بے نقاب ہو گیا اور معلوم

Presented by Ziaraat.Com

ہوا کہ وہ شکایتین اور مذمتین جو آپ نے اپنے اصحاب کی فرار کی ہین تمامی افراد سے کوئی تعلق نہین رکھتین اسی سے۔

دوسری دلیل کی حقیقت بھی ظاہر ہو جاتی ہے جس کو بڑے شد و مد سے پیش کیا جاتا ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب امیرؑ کی شہادت کے بعد جب امام حسنؑ نے معاویہ سے صلح کر لی تو آپ کے ساتھیون مین انتہائی اضطراب برپا ہو گیا اور آپ کو طرح طرح کی تکلیفین پہونچائین اور اس بنا پر حضرت نے بھی انکی مختلف الفاظ مین شکایت کی ہے اور انکے مظالم کا تذکرہ کیا ہے پھر جن لوگون نے حضرت امام حسنؑ کو ایسی ایذائین دین، انکے قتل کے لئے تیار ہوئے۔ اس کو خنجر مارا اکثر پیر کاٹ کر حضرت معاویہ کے حوالہ کر دینے کا ارادہ کیا اسکا خیمہ لوٹا۔ انکی لونڈیون کے زیور تک لئے ایسے امام حسینؑ کے قتل کو مستبعد کہنا کہان تک صحیح ہو سکتا ہے۔

بیشک کچھ مستبعد نہین ہو سکتا لیکن امام حسنؑ کے ساتھ اس قسم کے سلوک کرنے والے کون تھے؟ وہ وہی تھے کہ جنھون نے حضرت امیرؑ کے دل کو لہو کر دیا تھا اور جنکو حضرت نے نافرمان بیوفا حیلہ ساز بدعہد ناقابل اعتماد وغیرہ وغیرہ اوصاف سے موصوف فرمایا ہے اور جنکے مذہب کو خود حضرت نے بایعنی القوم الذین بایعوا ابا بکر و عمر و عثمان علی ما بایعوهم علیه کی لفظون مین صاف صاف ظاہر فرما دیا ہے

حضرت امام حسنؑ کا بعض موقع پر یہ ارشاد کہ ھؤلاء یزعمون انھم فی شیعتنا (اینہا دعوی می کنند کہ شیعہ من اند) "ان لوگون کا دعوی ہے کہ یہ لوگ میرے شیعہ ہین کسی طرح اُنکے تشیع کا مظہر نہین ہے۔

جب علامہ ابن حجر کی ایسا فرقہ شیعہ کی مخالفت کا علمبردار بزرگ صواعق محرقہ مین تمام اُن احادیث کو جو شیعیان علی اور شیعیان اہلبیت کے متعلق وارد ہوئے ہین اپنی جماعت پر منطبق کرتا ہے یہ کہکر کہ شیعہ علی اور شیعہ اہل بیت حقیقۃً ہم ہین اور پس تو پھر اسی صورت سے اصحاب امام حسنؑ اپنے تئین اگر شیعہ امام حسنؑ کہتے ہون تو کیا تعجب ہے۔

تیسری دلیل اصحاب ائمہ ہمیشہ ایسے کو ایذا پہونچاتے رہے۔ زرارہ نے کتاب علی کو دیکھکر اُس کو باطل کہا۔ امام محمد باقرؑ کی نسبت جسارت آمیز الفاظ استعمال کیے، امام جعفر صادقؑ نے اُنکو جھوٹا کہا اور اُنپر لعنت کی اور اونھون نے امام جعفر صادقؑ کی نسبت نازیبا الفاظ کہے ابوبصیر نے امام جعفر صادقؑ پر طمع و حرص کا الزام لگایا، ربیع نے امام جعفر صادقؑ کو منصور خلیفہ عباسی کے پاس قتل کے لئے حاضر کیا، مامون رشید نے جو کہ شیعہ تھا صبیح دیلمی کو امام رضاؑ کے قتل پہ مامور کیا اور اُس نے اس خدمت کو انجام دیا"

یہ ہے اجمالی فہرست اُن واقعات کی جنھین بڑے شد و مد کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے لیکن آخر اس کو قاتلان حسینؑ کے مذہب سے کیا تعلق ہے یعنی زرارہ

نے ۔ امام محمد باقرؑ کو بڑا کہا پس قاتلان حسینؑ شیعہ تھے ، ابوبصیر نے امام جعفر صادقؑ کی نسبت سوء ادب سے کام لیا تو قاتلان حسینؑ شیعہ ثابت ہوئے ۔ یحیٰ نے امام جعفر صادقؑ کو نعوذ باللہ کے پاس حاضر کیا تو قاتلان حسینؑ کا شیعہ ہونا ثابت ، مامون الرشید نے جس کا شیعہ ہونا بھی کسی مستند دلیل سے نہیں ثابت امام رضاؑ کو شہید کیا لہذا قاتلان حسینؑ شیعہ تھے !!!

اس قسم کی باتون کا چھیڑنا اور ان سے بیشتر کتاب کے اوراق کو پُر کرنا صرف اس لئے ہوسکتا ہے کہ عام افراد کا ذہن اصل مطلب مین بھٹکا کر اصلی نقطۂ بحث سے علیحدہ ہو جائے اور اُس پر صحیح رائے قائم نہ کرسکے

مین اگر ان باتون مین سے ہر ایک کا مناظرانہ جواب دینے بیٹھ جاؤن اور اُس پر تاریخ و رجال کی روشنی مین تبصرہ کرون تو اسکے معنی یہ ہونگے کہ مین نے فریق مقابل کو اُسکے مقصد مین کامیاب ہوجانے دیا یعنی حقیقۃً خارجی مباحث مین پڑکر نقطۂ بحث کہین سے کہین پہونچ گیا اور اصل مسئلہ مبہم کا مبہم رہ گیا اس لئے مین اسکے فیصلہ کن تبصرہ کو اپنی قوم کے مناظرین کے سپرد کرکے صرف اتنا کہنا چاہتا ہون کہ ان روایات سے زیر بحث مسئلہ پر آخر کیا اثر پڑتا ہے ؟

اصحاب ائمہ علیہم السلام کے لئے صرف صحابی ہونے کے اعتبار سے فرقۂ شیعہ نے کوئی منزلت عطا نہین کی ہے نہ اُنکے متعلق اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم ایسی کوئی حدیث وضع کی ہے بلکہ وہ اصحاب ائمہ کی ذات کو مثل دیگر

رواۃ کے علم رجال کے قوانین وضوابط کے مطابق جرح وتعدیل کے پابند سمجھتے ہیں اور اُس کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

علمائے شیعہ کو جو زرارہ و ابوبصیر وغیرہ کو مقبول الروایۃ سمجھتے ہیں تو وہ انکی متعلق وارد شدہ روایات وحالات کی جانچ پرتال اور محور بالا روایات کے کسی حیثیت سے ناقابل اعتبار ثابت ہوجانے کے بعد ہی، اور جس صورت میں کہ ان کو روایات صحیح مان لیے جائیں تو نہ زرارہ و ابوبصیر کا کوئی وزن ہی اور نہ انکے روایات کا کوئی اعتبار بلکہ علمائے شیعہ کے نقطۂ نظر سے وہ مجروح اور ساقط الاعتبار قرار پاجائینگے۔

چوتھی دلیل "قاتلان حسینؑ کے شیعہ ہونے کے لئے صرف یہ بات بھی کافی ہے کہ وہ کوفہ کے رہنے والے تھے اور کوفی ہونا خود دلیل تشیع ہے چنانچہ علامہ قاضی نوراللہ شوستری مجالس المومنین میں لکھتے ہیں "تشیع اہل کوفہ حاجت باقامت دلیل ندارد وسنی بودن کوفی الاصل خلاف اصل و محتاج بدلیل است"

اسکے جواب کے لئے جو پیشگی شایع ہوچکا تھا ملاحظہ ہو ہمارے اسی رسالہ کے دوسرے ایڈیشن میں ص۴۹ پر باب "عام اہل کوفہ کا مذہب" جس میں انہی دونوں تنقیحوں کی بناء پر جو اصحاب امیرالمومنینؑ کے تحقیق مذہب میں اسکے قبل ذکر ہوچکی ہیں یہ ثابت کردیا گیا ہے کہ عام اہل کوفہ کو مذہب شیعہ سے کوئی تعلق نہ تھا جسکے

Presented by Ziaraat.Com

بعد ہم نے لکھا تھا کہ

"اب کہنے دو قاضی نور اللہ شوستری کو کہ "تشیع اہل کوفہ حاجت باقامت دلیل ندارد و سنی بودن کوفی الاصل خلاف اصل و محتاج بدلیل ست" یہ اُنکے ذاتی خیال ہے جسکے وہ خود ذمہ دار ہین اور پھر نہ اہل کوفہ کے تشیع کو مطابق اصل قرار دینے ہوئے اسکے خلاف پہلو کو محتاج دلیل بتلاتے ہین اور ہم نے قاتلان حسینؑ کے مذہب پر کافی ادلہ قائم کرکے یہ ثابت کردیا ہے کہ "انکو شیعہ مذہب سے کوئی تعلق نہ تھا" اسکے بعد اصل کی عکس بکرنا بالکل بے اصل ہے"

اب فرمائیے کہ قاتلان حسینؑ کے مذہب پر ہمارے ادلہ کا جواب دیئے بغیر ہماری قائم کردہ دونون تصحیحون کو غلط ثابت کئے بغیر ہمارے مذکورۂ بالا استدلال کو کسی حیثیت سے توڑے بغیر پھر قاضی نور اللہ شوستری ہی کی عبارت کو پیش کردینا کہان تک حق بجانب ہے؟

پانچوین دلیل

قاتلان حسینؑ نے جو خطوط امام حسینؑ کے نام بھیجے اور اونکو بلایا اور امام ممدوح اُنھی خطوط کی وجہ سے کربلا مین آئے اُن خطوط مین خود اُنھون نے اپنے کو شیعہ لکھا" اسکے ثبوت مین جلاء العیون علامہ مجلسیؒ کی عبارت درج کی گئی ہے جس کا مضمون بالکل وہی ہے کہ جس کو ہم خود تاریخ طبری کے حوالے سے حوالۂ قلم کرچکے ہین اور اُسی سے ہم نے صورت حالات کو دیکھتے ہوئے کافی بسط و تشریح کے ساتھ حسب ذیل نتائج اخذ کئے تھے۔۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱) امام حسینؑ کو کوفہ کی جانب دعوت دینے کے باعث اور اس تجویز کے حق میں یقیناً وہ افراد تھے کہ جو شیعہ کہے جا سکتے ہیں لیکن اولی اقتدار کوفہ میں بہت قلیل تھی بیشک اونکی تحریک حالات کی دستیابی کی بناء پر عام خفت کی طرف سے بھی گرمجوشی کے ساتھ استقبال کیا گیا لیکن وہ کسی مفید کامل اور صحیح فکر و تدبر کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ ایسے اسباب کا جو اتفاقی کہے جا سکتے ہیں اور ہنگامی حیثیت رکھتے ہیں

(۲) اُن افراد کی کوششوں کہ جو شیعہ تھے رائے عام کے ہموار ہونے کا نتیجہ یہ تھا کہ امام حسینؑ کے پاس خطوط، عرضداشتوں کی کثرت ہو گئی بہانتک کہ ۱۲ عرضداشتیں طیار ہوئیں جو ایک دو یا تین چار آدمیوں کے دستخط سے تھیں اگلے اصلی بھیجنے والے اگرچہ شیعہ تھے لیکن جن لوگوں کے دستخط تھے اُن سب کا شیعہ ہونا قابل تصدیق نہیں ہے۔

(۳) ان تمام کارروائیوں کے بعد جو اجتماعی حیثیت سے ہوئیں اور جو افراد شیعہ کی جدوجہد کا نتیجہ تھیں ایک خط کوفہ سے امام حسینؑ کے نام بھیجا گیا ہے کہ کھیتیاں لہلہا رہی ہیں اور میوے درختوں میں رسیدہ ہیں اور تالاب لبریز ہیں پس جب آپ چاہیں تشریف لائیں ایک ایسے لشکر کی جانب جو آپ کے لئے آراستہ موجود ہے۔

اس پر سات آدمیوں کے دستخط تھے، شبث بن ربعی۔ حجار بن ابجر۔ یزید بن حارث یزید بن رویم۔ عزرہ بن قیس۔ عمرو بن الحجاج زبیدی۔ محمد بن عمیر تمیمی۔

Presented by Ziaraat.Com

(۴) وہ ابتدائی خطوط جماعت شیعہ کے نام سے گئے تھے لیکن اس آخری خط کے لکھنے والوں نے اپنے
تئین شیعہ نہیں لکھا تھا اور کسی عقیدہ کا تشیع کا مظہر کیا تھا بلکہ ہم نے اس کے مضمون کا سابقہ خطوط
کے مضامین سے موازنہ کرنے ثابت کر دیا تھا اس خط کا کوئی تعلق اس جماعت سے معلوم نہیں ہوتا جو حسینؓ
کی رجعت ہی کی قائل نہیں بلکہ یہ خط ایک منظم سازش کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے (۵) ان خطوط کے بھیجنے
والوں میں سے جو جماعت شیعہ کے نام سے گئے ہیں ایک شخص کی بھی رجعت حسینؓ کی
واقعہ کربلا میں امام حسینؓ کے مقابلہ میں یا ان کے ہمراہ جانی بلکہ ہمدردی سے آنے والے ایسے
عہد وفا پر عمل کیا اور اپنی جانیں فرزند رسولؐ پر نثار کی۔ بخلاف اس کے آخری خط کے
سات آدمیوں کے دستخط تھے ان میں سے پانچ کا مسلمانوں کربلا میں موجود
اور قتل امام حسینؓ میں شریک ہونا ثابت ہے اور یقیناً وہ کبھی اپنے ساتھیوں کی
میں ہونا دور از قیاس نہیں ہے۔

اب ناظرین کا فیصلہ ناظرین کے ہاتھ ہے کہ ہمارے مذکورۂ بالا نتائج کو غلط
کئے بغیر ہمارے مقابلہ میں ایسی تاریخ عبارت کو پیش کریں جس کے مضمون سے ہم نے
یہ نتائج اخذ کئے ہیں دیدہ دلیری کسے کہتے ہیں تو اور کیا ہے۔

؎ خیال کر جن لوگوں نے اپنے تئین شیعہ لکھا تھا یا جنھوں نے خطوط روانہ
کئے تھے وہ سب شیعہ ہی تھے اسلئے کہ اگر شیعہ نہ ہوتے تو امام اُنکے قول پر اعتماد
نہ کرتے اور دھوکا نہ کھا جاتے اس لئے کہ ہر امام کو خدا کی طرف سے ایک رجسٹر ملتا ہے
جس میں اُنکے شیعوں کے نام بقید ولدیت لکھے ہوتے ہیں ؎

صحیح نہین ہے اس لئے کہ امام بلکہ پیغمبر کے افعال و اعمال کی بھی بنیاد علم باطن پر نہین بلکہ علم ظاہر پر ہوتی ہے اور انکے فرائض و احکام بھی اسباب ظاہر کے پابند ہوتے ہین لہذا صورت حال کی بنا پر خطوط کے مندرجہ بیانات کو صحیح سمجھنا اور اُس کے مطابق طرز عمل اختیار کرنا ناگزیر تھا۔ لیکن اُن کی حقیقی صداقت وحقانیت کا ذمہ دار نہین ہے۔ اور اسی سے۔

چھ سو خطوط کا وزن بھی معلوم ہوتا ہے کہ "امام حسینؑ نے خود بھی ان خطوط کو بھی دیکھا" اور ان کو شیعہ فرمایا" اور اس کے ثبوت مین علامہ مجلسی کا یہ فقرہ درج کیا ہے کہ حضرت نے اپنے اصحاب سے مسلم و ہانی کے قتل کی خبر سناتے ہوئے فرمایا "شیعیان ما دست از نصرت ما برداشتند" (ہمارے شیعون نے ہاتھ ہماری مدد سے اُٹھا لیا)

چونکہ خطوط جو آئے وہ جماعت شیعہ کے نام سے تھے اور جاہے خط لکھنے والون مین اکثر افراد تشیع سے واسطہ نہ رکھتے ہون لیکن افراد شیعہ کی تحریک وہ بھی اُس وقت حضرت امام حسینؑ کی شیعیت یعنے تابع فرمان ہونے کے دعویدار تھے لیکن حضرت مسلم کے ورود کے بعد اُن حالات کی بنا پر جنکو تشریح کے ساتھ رسالہ مین بیان کیا جا چکا ہے اُنھون نے مسلم کی مدد نہ کی یہان تک کہ مسلم شہید ہو گئے تو یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ "شیعیان ما دست از نصرت ما برداشتند" لیکن اس سے تمام خط لکھنے والون کے مذہب پر روشنی نہین پڑتی۔

Presented by Ziaraat.Com

پھر اب اگر ان خط لکھنے والوں میں سے کچھ لوگ واقعۂ کربلا میں امام حسینؑ کے مقابلہ میں موجود بھی ہوں تو اس سے کیا نتیجہ جبکہ اُس خط کے متعلق جو سات آدمیوں کے نام سے گیا تھا۔ ہم نے خود اپنے رسالہ میں اظہار کیا ہے کہ اُن میں سے پانچ آدمی یقیناً واقعۂ کربلا میں موجود تھے اور یہی وہ لوگ تھے جو اِس لشکر کے سردار دن میں سے بھی تھے لیکن ان لوگوں کی بدولت شیعہ سے بے تعلقی پوری طور پر ثابت ہو چکی ہے۔

پھر اسی بات کو جو خود ہم نے لکھی تھی ہمارے مقابلہ میں جلاء العیون علامہ مجلسیؒ سے پیش کرنا کہ وہ لکھتے ہیں کہ

"پس (عمر بن سعد) عروہ بن قیس احمسی را طلبید و خواست کہ برسالت بخدمت حضرت بفرستد چون آن نامرد از انہا بود کہ نامہ بحضرت نوشتہ بودند قبول رسالت نکرد بہر یک از روسائے لشکر کہ میگفت باین علت ابا می کردند زیرا کہ اکثر از انہا بودند کہ نامہ بحضرت نوشتہ حضرت را بعراق طلبیدہ بودند" کہ ان کا کامیابی کی نشانی قرار پا سکتا ہے۔

بے شک کوفہ کی رائے عام افراد شیعہ کی جدوجہد سے امام حسینؑ کے لئے ہموار ہو چکی تھی اور وہ تمام لوگ یزید کی خلافت سے بیزار اور حضرت کی تشریف آوری عراق کے آرزومند تھے اور متفقہ حیثیت سے حضرت کو دعوت دینے میں شریک تھے اور اُنمیں سے کثیر تعداد نے حضرت مسلم کے توسط سے آپکی

بیعت عمومی کی تھی لیکن بعد میں حالات کے انقلاب نے اُنکے عزائم و نیات میں بھی انقلاب پیدا کر دیا اور وہی تلواریں جو حسینؑ کی نصرت کے لئے تیز کی گئی تھیں حسینؑ سے جنگ میں صرف ہوئیں لیکن اس کی ذمہ داری افراد شیعہ پر کہاں تک عائد ہوتی ہے؟ اس کا فیصلہ ہمارے رسالہ کے تاریخی بیانات کے مطالعہ پر موقوف ہے۔

پھر اگر اہل کوفہ کے اس انقلاب حالت کا حوالہ دیتے ہوئے امام حسینؑ نے احتجاج فرمایا ہے کے بیان کے مطابق امام اہل کوفہ کو مخاطب کر کے یہ فرمایا ہے

"تم نے ہم کو بلایا قرار ہو کر پکارا اور ہم تمہاری پکار پر تیزی کے ساتھ آئے تو تم نے ہم پر تلوار کھینچ لی"

تو اس سے جماعت شیعہ کا کیا قصور ثابت ہوتا ہے۔ انھوں نے تو اپنا سا کام کر لیا تھا لیکن ہنگامی انقلابات کو وہ کیا کر سکتے ہیں۔ پھر انھوں نے اپنے عہد وفا پر عمل بھی کیا اور ان میں سے اکثر افراد نے اپنی جانیں حسینؑ پر نثار بھی کیں جنکا تذکرہ سابق میں ہو چکا

امام حسینؑ کی تشریف آوری کے متعلق اہل کوفہ کی عام آرزو و خواہش اور دعوت پر نظر کرتے ہوئے امام زین العابدینؑ کا یہ فرمانا بالکل حق بجانب تھا کہ

هل تعلمون انكم كتبتم الى ابى وخذعتموه الخ	تم نے میرے والد بزرگوار کو خط لکھا اور انکو فریب دیا لیکن عام اہل کوفہ

Presented by Ziaraat.com

شیعہ کب تھے ہا اور اسی طرح حضرت کا اہل کوفہ کو روتے دیکھ کر یہ فرمانا کہ ان ھؤلاء یبکون فمن قتلنا غیرھم "یہ لوگ ہم پر رو رہے ہیں مگر ہمیں نے سوا ہمارے قتل کس نے کیا"

مگر اس سے انکے تشیع پر حرف کونسی پڑتی ہا یہ کس نے کہدیا کہ وہ حسینؑ کی مظلومیت سے متاثر ہوکر رو رہے تھے تشیع کی کونسی علامت ہے؟

مخالف کی عجیب و غریب تحریف

مجالس المومنین کی عبارت پر استدلال

شیعیان کوفہ کے قتل امام حسینؑ پر تائب ہونے کی تاریخ کو غلط ثابت کرنا

قاتلان حسینؑ کو شیعہ ثابت کرنے کے سلسلہ میں بڑے شد و مد سے جو چیز پیش کی جاتی ہے وہ مجالس المومنین مصنفہ قاضی نور اللہ شوستری کی عبارت ہے لیکن ہم نے جو اصل کتاب کو منگا کر عبارت کا مقابلہ کیا تو نقل شدہ عبارت میں ایسی کاٹ چھانٹ تراش خراش نظر آئی جو کسی طرح دیانت و امانت کے اصول پر جائز نہیں ہو سکتی، اپنے مطلب کے حصول کے لئے اس قسم کی تحریف کرنا فن تصنیف

Presented by Ziaraat.Com

وتالیف اور مباحثہ ومناظرہ پر بدنما داغ لگاتا ہے۔

اب ہم کچھ منقول شدہ عبارت اور اُسکے تناسب سے اصل عبارت درج کرکے اُسکے تحریفات کی نشان دہی کرتے ہیں۔

منقول شدہ عبارت جس کو پیش کیا جاتا ہے

"سلیمان بن صرد خزاعی ساکن کوفہ است وسبب خروج او بر بنی امیہ آن بود کہ چون طائفہ کوفیان بامسلم بیعت کردہ نقض عہد کردند ونوبت بشہادت امام حسین رسانیدند سلیمان بعد از چند ماہ متنبہ شدہ انگشت حسرت بدندان گرفتہ بر خود نفرین می کرد کہ خسران دنیا وآخرت نصیب باشد کہ بعد از آنکہ امام حسینؑ را طلب داشتیم تیغ بر روئے او کشیدیم تا از بیوفائی مارسید او آنچہ رسید ورؤسائے این جماعہ پنج نفر بودند سلیمان بن صرد خزاعی ومسیب ابن نجبہ وعبداللہ بن سعد وعبداللہ بن وال ورفاعہ ابن شداد واین پنج کس از معارف اصحاب امیرالمومنین بودند وچون عزیمت ایشان بطلب خون امام حسینؑ تصمیم یافت جمع کثیر در سرائے سلیمان بن صرد خزاعی جمع آمدند ومسیب بن نجبہ کہ مصحوب عمر سعد بکربلا رفتہ بود آغاز سخن کردہ الخ

اصل عبارت جو مجالس المومنین کے مطبوعہ نسخہ میں موجود ہے

سلیمان بن صرد کا نام لکھنے کے بعد استیعاب ابن عبدالبر کے حوالہ سے اُنکی مختصر

Presented by Ziaraat.Com

حالات درج کئے ہین پھر لکھا ہے ۔

"صاحب روضۃ الصفا آوردہ کہ نشاء خروج برنبی امیہ آن بود کہ طائفہ
از کوفیان باسلم بن عقیل رضؓ عہد و بیعت کردہ بودند و نقض عہد کردہ امام حسین را
در فرصت ننمودند تا اہل بیت و اصحاب خود بدرجۂ شہادت رسید بعد از چند گاہ
متنبہ شدہ انگشت حیرت بدندان گرفتہ بر خود نفرین کردند کہ خسران دنیا و آخرت
نصیب ما شد کہ بعد از آنکہ امیر المومنین حسینؑ را طلب داشتیم تیغ در روے او کشیدیم
تا از بیوفائی ما رسید با آنچہ رسید و سائے این جماعت بیخ نفرمودند سلیمان بن
صرد خزاعی و مسیب بن نجبۃ الفزاری و عبداللہ بن سعد الازدی و عبداللہ بن
وال التمیمی و رفاعہ بن شداد و این پنج کس از معارف اصحاب امیر المومنین علیؑ
بودند و چون شکست ایشان بطلب خون امام حسینؑ تصمیم یافت جمعے کثیر در سرائے
سلیمان بن صرد جمع آمدند و مسیب بن نجبہ کہ مصحوب عمر سعد بکربلا رفتہ بود
آغاز سخن کردہ الخ

اب ملاحظہ ہو کہ اس مختصر سی عبارت مین کتنے تصرفات جائز سمجھے گئے ہین
"سلیمان بن صرد خزاعی ساکن کوفہ است و سبب خروج او بنی امیہ آن بود"
اس عبارت کو ایک ڈال اور مسلسل طور پر نقل سے غرض یہ ہے کہ آخر تک تمام
عبارت قاضی نور اللہ شوستری کی سمجھی جا سکے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ سلیمان بن
صرد خزاعی ساکن کوفہ ست کے بعد کچھ حالات کہکر "صاحب روضۃ الصفا آوردہ"

Presented by Ziaraat.Com

ان تینوں موجود تھیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تیسری عبارت صاحب روضۃ الصفا کی ہے جو علمائے اہلسنت میں سے ہیں اور شیعہ مذہب سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ پھر اسکے بعد یہ الفاظ لکھے کہ " طائفہ از کوفیان با مسلم بن عقیل عہد بیعت کردہ بودند و نقض عہد کردہ امام حسین را نصرت ننمودند تا با اہلبیت و اصحاب خود بدرجۂ شہادت رسید"

"اہل کوفہ میں سے وہ جماعت کہ جس نے مسلم بن عقیل کے ساتھ عہد و بیعت کی تھی اور پھر عہد شکنی کرکے امام حسینؑ کی نصرت نہ کی یہانتک کہ حضرت اپنے اہل بیت و اصحاب کے ساتھ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے"

اس سے ظاہر ہے کہ اس جماعت اہل کوفہ پر جو الزام عائد کیا جارہا ہے وہ یہ کہ انھوں نے امام حسینؑ کی مدد نہ کی یہاں تک کہ حضرت شہید ہوگئے۔ لیں لیکن اس عبارت کو نقل جو کیا جاتا ہے تو وہ یوں کہ۔

"چون طائفہ کوفیان با مسلم بیعت کردہ نقض عہد کردند و نوبت بشہادت امام حسینؑ رسانیدند"

"جب اہل کوفہ کی جماعت نے مسلم کے ساتھ بیعت کرکے عہد شکنی کی اور امام حسینؑ کی شہادت تک نوبت پہونچائی"

اس میں ایک تو طائفہ از کوفیان کے بجائے "طائفہ کوفیان" کہکر ذمہ داری کو تمام اہل کوفہ کی جانب عائد کردیا گیا ہے پھر "نصرت ننمودند تا

Presented by Ziaraat.Com

بدرجۂ شہادت رسیدہ کے بجائے

"فوجیت البشہادت" امام حسینؑ رسانیدند" ذکر کرکے حضرت سید السجادؑ کے
قتل کو تمامتر انہی کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے جس سے انکی کاذبانہ
ہونا ثابت ہے۔

پھر اسکے بعد اصل عبارت یوں ہے کہ

"بعد از چند گاہ متنبہ شدہ انگشت حیرت بدندان گرفتہ برخود نفرین
کردند الخ یعنی وہی جماعت کچھ عرصہ کے بعد متنبہ ہوکر انگشت بدندان
ہوئی اور اُس نے اپنے اوپر لعنت ملامت کی"

لیکن نقل کرنے میں یوں کر دیا گیا کہ

"سلیمان بعد از چند ماہ متنبہ شدہ انگشت حسرت بدندان گرفتہ
برخود نفرین می کرد"

یہ اس لئے کہ صاف طور پر سلیمان بن صرد خزاعی اُس زمرہ توابین
میں شریک ہو جائیں اور اس سے علیحدہ نہ رہیں"

کیا حقیقت کی تلاش کے لئے ایسی ہی طمع کاریوں کی ضرورت ہوتی ہے
اور تحقیق کے معنی یہی ہیں کہ اسی حقیقت پوشی سے کام لیا جائے۔

اسی سے ناظرین کو اندازہ ہوگا کہ مقصد کتنا کمزور ہے جو بیچارہ ان کارروائیوں
کے پایۂ ثبوت تک پہونچا یا ہی نہیں جا سکتا۔

Presented by Ziaraat.Com

یہ تھی حقیقت اس دعوے کی کہ "قاتلان حسین کے شیعہ کہنے کی بنیاد
کتب شیعہ پر ہے"

معلوم ہو گیا کہ نہ کتب اہل سنت ہی قاتلان حسینؑ کو شیعہ بتلا رہے ہیں
ہم آواز ہیں اور نہ کتب شیعہ ہی اس میں ہمارا مگر شیعہ ثابت کرنے کی سعی
ناکام ہے اور ہمیشہ ناکام رہے گی چاہے اس میں کتنی ہی کوشش صرف کیجائے
والحجۃ البالغۃ عند ربك والسلام۔

علی نقی النقوی عفی عنہ

۱۴ ذی الحجہ ۱۳۵۱ھ

Presented by Ziaraat.Com